

# زندہ درگور لوگوں کے رویے

محترم محمد ہارون خان صاحب کے مضمون ”غلام مسح الزماں؟“ پر علمی تبصرہ

الحمد لله الذي علم بالقليل علم الانسان ما لم يعلم والصلة

ولسلام على سيدنا محمد ﷺ وعلى المسيح الموعود عليه السلام

محترم محمد ہارون خان صاحب

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته۔

آن جناب کا تحریر کردہ ایک مضمون بعنوان ”غلام مسح الزماں؟“ خاکسار کو موصول ہوا ہے۔ آپ نے مضمون کے آغاز میں انتہائی سچی اور کھڑی بتیں لکھی ہیں۔ کاش! سلاۓ گئے ذہنوں پر ان کا اثر ہو۔ اولاً بجا طور پر ۲۰ فروری ۱۸۸۱ء کی الہامی پیشگوئی میں جہاں ایک مصلح کی بشارت دی گئی ہے وہاں اس میں یہ بھی موجود ہے کہ حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت کے لوگ اسیر بنالیے جائیں گے۔ ثانیاً۔ واقعی ہر دور میں نئے نظریات کا پرچار کرنے والوں کی مخالفت اور ان پر کفر کے فتاویٰ لگانے والے اُنکے اپنے لوگ ہوتے ہیں۔ غیروں کو ان سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ حرمیں زبان کا قول ہے۔۔۔ "Jede Wahrheit braucht einen Mutigen, der sie ausspricht." ہر سچائی کے بیان کرنے کے لیے ایک بہادر انسان چاہیے۔ خواہ یہ موئی تھا یا عیسیٰ۔ خواہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھا یا مرزاغلام احمد۔ خواہ یہ سقراط تھا یا گلیبیو۔ نئے نظریات کا پرچار کرنے والے یہ لوگ اپنے وقت کے بہادر انسان تھے۔ یہ لوگ کسی خطب کا شکار نہیں تھے اور نہ ہی آج میں ہوں بلکہ کسی نہ کسی رنگ میں سچائی ان پر ظاہر ہو گئی تھی۔ انہوں نے مخالفت کی پرواد کیے بغیر اپنے وقت میں مردوج غلط عقائد کو نہ صرف لٹڑا بلکہ سچائی کیلئے ہر قسم کی قربانیاں بھی دیں۔ ثالثاً۔ اگر خاکسار آج غلطی خوردہ تھا تو کیوں نہ دوچار نامی علماء نے میری غلطی کو بے نقاب کیا؟ آپ کا مضمون پڑھنے کے بعد ضرورت محسوس ہوئی کہ خاکسار آپکی مہربانی توجہ چند باتوں کی طرف مبذول کروائے۔ صفحہ ۲ پر آپ تحریر فرماتے ہیں:-

”لاکھوں کروڑوں احمدی جو دل کی گہرائیوں سے مسح موعودؑ کو سچائی تسلیم کرتے ہیں وہ سب ان کے روحانی بیٹھی ہیں۔ وہ سارے غلام مسح الزماں ہیں۔“

## غلام مسح الزماں سے مراد؟

محترم خاصہ صاحب: غلام مسح الزماں ایک الہامی اصطلاح ہے۔ وہ اس طرح کہ جس طرح آپ نے اپنے مضمون کا آغاز ۲۰ فروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی سے شروع کیا ہے۔ اس پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مهدی و مسیح موعود سے فرمایا ہے کہ ”ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔“ یہ موعود الہامی غلام جماعت احمد یہ میں صرف ایک ہی ہے لاکھوں اور کروڑوں نہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے حضرت مرزاغلام احمدؑ کیلئے درج ذیل الہامی شعر میں ”مسح الزمان“ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ برترگمان وہ تم سے احمد کی شان ہے۔ جس کا غلام دیکھو مسح الزمان ہے (روحانی خداوائی جلد ۲۲ صفحہ ۲۸۶ حاشیہ)

اب ”غلام“ بھی ایک الہامی لفظ ہے اور ”مسح الزمان“ بھی الہامی الفاظ ہیں۔ لہذا ”غلام مسح الزمان“ کی الہامی اصطلاح سے جو تصور ابھرتا ہے اس سے مراد صرف اور صرف مسح الزماں کے اس موعود زکی غلام کی ہے جس کا ۲۰ فروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی میں وعدہ بخشنا گیا تھا۔ عمومی مفہوم میں تو سارے احمدی حضرت مہدی و مسیح موعود کے اسی طرح غلام ہیں جس طرح عمومی مفہوم میں ساری امت محمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلام کا وہ موعود غلام جس کیلئے امت میں امام مہدی و مسیح موعود کی اصطلاح میں ساری امت نہیں بالکل اسی طرح لاکھوں کروڑوں احمدی بلاشبک و شبہ مسح الزماں کے غلام تو ہیں لیکن ”غلام مسح الزمان“ کی الہامی اصطلاح اسی موعود زکی غلام کیلئے مستعمل ہو سکتی ہے جس کا وعدہ الہامی پیشگوئی میں موجود ہے۔ اگر جماعت احمد یہ میں کسی وقت حضرت مسح الزماں کا کوئی خلیفہ یا جانشین اپنے کسی منظوم یا غیر منظوم کلام میں شعوری یا لاشعوری طور پر غلام مسح الزماں کی یہ الہامی اصطلاح استعمال فرمائے جیسا کہ درج ذیل شعر میں خلیفہ رائع نے استعمال فرمائی ہے۔۔۔

عصر بیار کا ہے مرض لا دوا، کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا

اے غلام مسح الزمان ہاتھ اٹھا، موت آ بھی گئی ہو توٹ جائے گی

تو اس غلام مُسْتَحِنِ الزماں سے مراد کوئی عامِ احمدی نہیں لیا جا سکتا بلکہ قطعی طور پر وہ موعود زکی غلام ہی ہے جس کا وعدہ مسیح ازماں کو ۲۰ فروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی میں دیا گیا تھا۔

☆☆☆ اس سے آگے آپ فرماتے ہیں:- ”لیکن وہ احمدی جوان کی صلب سے نہ ہوا گر پیشگوئی میں مذکور الفاظ غلام اُز کیاً کا مصدق خود کو ٹھہرائے گا۔ تو یہ اسکی غلط فہمی ہو گی۔“

محترم خان صاحب:- آپ کے پاس اپنے اس دعویٰ کی کوئی دلیل ہے؟ اگر تھی تو آپ نے اسے درج کیوں نہیں کیا؟ میرے فہم اور علم کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعود سے اپنے آسمانی کلام میں کوئی ایسا وعدہ نہیں فرمایا کہ وہ موعود زکی غلام، کو اسکی صلب سے پیدا کرے گا۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے سے کوئی ایسا وعدہ ہی نہیں فرمایا تو آپ خواہ مخواہ عقیدت اور جوش محبت میں اللہ تعالیٰ کو اس کا پابند کیوں کر رہے ہیں؟ یہ ایسا ہی معاملہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی مسیح کے آسمان سے بھی معمض عرضی نازل ہونے کا کوئی الہامی وعدہ نہیں فرمایا تھا بلکہ امت محمدیہ غلطی سے اللہ تعالیٰ کو مسیح موعود کے آسمان سے بھی معمض عرضی نزول کیلئے پابند کر کے بیٹھی ہے۔

خان صاحب۔ میرا آپ سے سوال ہے کہ امت محمدیہ کی اکثریت کی خواہش کے مطابق کیا مسیح موعود بھی معمض عرضی آسمان سے نازل ہونے کے ہے؟ ہرگز نہیں۔ غلام مُسْتَحِنِ الزماں کے صلبی ہونے کا فتنہ بھی اسی قسم کا ہے اور یہ حضورؐ کی صلبی اولاد کا خود پیدا کر دے ہے۔ خاکسار بھی حضورؐ کی صلبی اولاد سے عقیدت رکھتا ہے۔ یہ جائز عقیدت اپنی جگہ پر لیکن دین اسلام ہمیں بت پرستی کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ آپ کا یہ فرمانا کہ ”غلام مُسْتَحِنِ الزماں حضورؐ کی صلب میں سے پیدا ہو گا“، میری کتاب میں مذکور دونوں سوالوں کے علاوہ ایک نیا سوال بنتا ہے۔ اگر میری کتاب کے حصہ اُول اور میرے بعض دیگر مضامین کا آپ بغور و فکر مطالعہ کرتے تو اس سوال کا جواب بھی وہاں موجود تھا۔ لیکن خاکسار یہاں ایک بار پھر اسکا جواب لکھتا ہے۔

### دو پیشگوئیاں یادو نشان یعنی ایک موعود لڑکا اور ایک موعود غلام

دلیل کے واسطے میں ایک بار پھر آپ کی مہربان توجہ ۲۰ فروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی کی طرف مبذول کرواتا ہوں جس کیسا تھا آپ نے اپنے مضمون کا آغاز کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے:-

”سوچھ بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تھم سے تیری ہی ذریت نسل ہو گا۔۔۔۔۔“

حضرت مہدی و مسیح موعود نے الہامی لفظ ”غلام“، کیسا تھا بریکٹ میں لفظ لڑکا لکھا ہے۔ یہ ہم کا لفظ غلام کے متعلق اپنا اجتہاد اور قیاس ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے اپنی اس الہامی پیشگوئی میں اپنے بندے کو ایک بشارت وجیہہ اور پاک لڑکے کی بخشی تھی جبکہ دوسرا بشارت زکی غلام کی تھی۔ یہ یاد رہے کہ یہ دونوں علیحدہ علیحدہ بشارتیں ہیں نہ کہ ایک بشارت۔ ”وجیہہ اور پاک لڑکا“ اور ”زکی غلام“ دو الگ الگ وجود ہیں۔ خود بانئے جماعت نے اسکی تصدیق یوں فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

”یہ عبارت کو خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان۔۔۔ جو آسمان سے آتا ہے یہ تمام عبارت۔۔۔ چند روزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چند روزہ کر چلا جاوے اور دیکھتے رکھتے ہو جائے اور بعد کافرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اور آخر یہ تک اسکی تعریف ہے۔۔۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۲ء کی پیشگوئی۔۔۔ دو پیشگوئیوں پر مشتمل تھی۔ جو غلطی سے ایک سمجھی گئی۔ اور پھر بعد میں۔۔۔ الہام نے اس غلطی کو رفع کر دیا۔“ (تذکرہ صفحہ ۱۰۹، اچو تھا یڈ لیشن بحوالہ مکتبہ ۳۰ ستمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسٹح اول)

۲۱ جون ۱۹۰۳ء کے دن اللہ تعالیٰ نے حضورؐ پر جو الہامات نازل فرمائے تھے، وہ بھی اسی امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی دو پیشگوئیوں پر مشتمل ہے یعنی ایک ”موعود لڑکا“ اور ایک ”موعود غلام“۔ آپ فرماتے ہیں۔

۲۱ جون ۱۹۰۳ء۔ (الف) ”مجھے دو عصا دیئے گئے۔ ایک جو میرے پاس تھا۔ دوسرا وہ جو گم ہو گیا تھا۔ اور گشیدہ عصا کو جو میں نے دیکھا تو اسکے منہ پر لکھا ہوا تھا۔ دُعاءُك مُسْتَجَاب۔“ (ترجمہ۔ تیری دعا مقبول ہے۔) (تذکرہ صفحہ ۳۹۲۔ بحوالہ المدر جلد ۲ نمبر ۲۳ ۲۶ جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۷۹)

(ب) ”۲۱ جون کو ایک چھٹری پر یہ لکھا ہوا دکھایا گیا۔ دُعاءُك مُسْتَجَاب۔“ (ترجمہ۔ تیری دعا مقبول ہے۔) (ایضاً

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ انشاف فرمایا ہے کہ ان الہامات میں جو دو عصاؤں کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ یہ دو عصا وہی دو نشان ہیں جن کا ذکر ۲۰ فروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی میں فرمایا گیا تھا۔ ایک عصا جو پاس رہا اس سے مراد تو ”وجیہہ اور پاک لڑکا“ ہے اور دوسرا عصا جو گم ہو گیا اور جسکے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے دُعاءُك مُسْتَجَاب یعنی تیری دعا مقبول ہے اس سے مراد ”غلام مُسْتَحِنِ الزماں یعنی مصلح موعود“ ہے۔ اور اس وقت بالکل اسی الہام کے مطابق کیا ”غلام مُسْتَحِنِ الزماں“، جماعت کی نظر وہ سے اچھل نہیں کر دیا گیا؟ خاکسار یہاں مکر عرض کرنا چاہتا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی اولاً غلام مُسْتَحِنِ الزماں کے متعلق ہے۔ اپنے اس موعود زکی غلام کو آپ نے مصلح موعود کا نام دیا ہے۔ ثانیاً اسی الہامی پیشگوئی میں بطور فرع ”وجیہہ اور پاک لڑکے“ کی پیشگوئی کا بھی ذکر ہے جو کہ حضورؐ کے تھم اور ذریت نسل میں سے ہو گا۔ آپ اسی سلسلہ بیان میں ارشاد فرماتے ہیں۔

”اور یہ دھوکہ کھانا نہیں چاہیے کہ جس پیشگوئی (۲۰ فروری ۱۸۸۷ء کی الہامی پیشگوئی - نقل) کا ذکر ہوا ہے وہ مصلح موعود کے حق میں ہے۔۔۔ اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اُس کیسا تھا فضل ہے جو اُسکے آنے کیسا تھا آئے گا۔“ (تذکرہ صفحہ ۱۳۲ بحوالہ روحانی خزانہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۷ حاشیہ) اب میں پھر ”زکی غلام“ کی طرف آتا ہوں۔ الہامی پیشگوئی میں الہامی عبارت کچھ اس طرح ہے۔ ”سوچھے بشارت ہو کہ ایک وجہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تھم سے تیری ہی ذریت نسل ہو گا۔۔۔“

محترم خان صاحب: آپ کے خیال اور دعویٰ کے مطابق اگر اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کو حضورؐ کی جسمانی صلب سے پیدا کرنا تھا تو کیا اللہ تعالیٰ اپنا الہامی کلام اپنے بندے پر اس طرح نہیں نازل فرماسکتا تھا؟ ”سوچھے بشارت ہو کہ ایک وجہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام تجھے ملے گا۔ وہ لڑکے تیرے ہی تھم سے تیری ہی ذریت نسل ہو گے۔۔۔“ اور اس طرح دونوں لڑکوں کا حضور علیہ السلام کے صلبی بیٹھے ہونے کا معاملہ بالکل واضح ہو جاتا اور کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہتی۔ (نوٹ۔ اس صورت میں جس طرح کہ حضورؐ کی نزینہ اولاد کے انقطاع کے بعد بھی ”زکی غلام“ کی بشارت کا سلسلہ جاری رہا ہے تو ہم یہ خیال یادوں کی رکھ سکتے تھے کہ زکی غلام حضورؐ کی صلب میں سے ہی پیدا ہو گا) حالانکہ اللہ تعالیٰ قادر تھا وہ چاہتا تو ایسا کر سکتا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ وضاحت کر سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے دوسرے نشان یا وجود کی بشارت لفظ ”لڑکا“ کی بجائے لفظ ”غلام“ میں عطا فرمائی اور اس طرح دوسرے نشان یعنی زکی غلام کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صلبی بیٹھا ہونے کی شرط نہ رہی اور صرف روحانی فرزند ہونے کی شرط رہی یعنی آپ کا پیر و کار ہونے کی۔ غلام کیلئے حضور علیہ السلام کا صلبی لڑکا ہونا صرف حضور علیہ السلام کا اپنا ذائقہ اجتنبہ اور قیاس تھا ورنہ الہامی پیشگوئی میں ایسی کوئی شرط نہیں ہے۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۷ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام کی بشارت دینے کے بعد حضورؐ کی قربیاؤفات یعنی ۲۷ نومبر ۱۹۰۴ء تک اللہ تعالیٰ اس زکی غلام کی مختلف انداز میں انہی صفات کیسا تھا جو کاذر مفصل الہامی پیشگوئی میں موجود ہے بشارت دیتا رہا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کی وفات تک اپنے کلام میں کہیں اس کا اشارہ تک بھی نہیں فرمایا کہ وہ اس زکی غلام کو آپ کی صلب سے ہی پیدا کرے گا۔ اگر آپ یا جماعت احمدیہ کا کوئی اور عالم کلام الہامی سے (کلام ملہم سے نہیں) جو حضورؐ پر آپ کی وفات تک نازل ہوتا رہا ہے یہ ثابت کردے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے ایسا کوئی الہامی وعدہ کیا ہوا ہے تو خاکسار حسب وعدہ اپنی مقرر کردہ انعامی رقم کے نصف کے برابر قم اس تیرے سوال کیلئے بھی آپ کو یا جو بھی یہ ثابت کرے گا ادا کرنے کے لیے تیار ہے۔ کیا کوئی ہے؟؟

(نوٹ۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ”زکی غلام“ کیلئے حضورؐ کی صلب سے پیدا ہونے کی کوئی شرط مقرر نہیں کی۔ اسی طرح امت محمدیہ کے دوسرے بہتر (۲۷) فرقے بھی اس اعزاز سے محروم ہو گئے ہیں کہ غلام مسیح الزماں اُن میں سے کسی فرقے میں پیدا ہوتا کیونکہ اُس کیلئے حضرت مہدی مسیح موعودؐ کی اطاعت اور غلامی شرط قرار پائی ہے لہذا وہ آپ کی جماعت میں سے ہی ہو گا)۔۔۔ حضورؐ فرماتے ہیں۔ جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا۔ نیکوں کی ہے یہ خصلت را ہ جیا یہی ہے

### موعود لڑکے کی قدرے تفصیل

وہ وجہہ اور پاک لڑکا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ ”وہ لڑکا تیرے ہی تھم سے تیری ہی ذریت نسل ہو گا۔“ الہی وعدہ کے مطابق یہ لڑکا حضورؐ کے گھر میں بتاریخ ۷ اگست ۱۸۸۷ء کو پیدا ہوا۔ آپ نے اس لڑکے کا نام بشیر احمد رکھا۔ لیکن الہی وعدہ کے مطابق پھر یہ لڑکا شیر خوارگی میں ہی بتاریخ ۲۷ نومبر ۱۸۸۷ء کو فوت ہو گیا۔ اسکی وفات پر مخالفوں کے شور چانے اور بے جا باتیں کرنے پر جب اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی کو غم لاحق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو بشارت عطا فرمائی کہ وہ لڑکا تجھ کو واپس دیں گے یعنی اُس کا مثلیں عطا فرمائیں گے۔ اسی سلسلے میں آپ فرماتے ہیں۔

”إِنَّ لِيْ تَكَانَ إِبْرَاهِيمَ صَغِيرًا وَ كَانَ اسْمُهُ بَشِيرًا فَأَتَوْ فَاقَهُ اللَّهُ فِي أَيَّامِ الرِّضَا عَ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَ أَبْقَى لِلَّذِينَ أَتَرُوا سُبْلَ التَّقْوَىٰ وَ الْأَرْتِيَاعَ فَالْهُمْ مُنْ رَّبِّيْ إِنَّا نَزَّلْنَا دُهَ الْيَكَ تَفَضْلًا عَلَيْكَ.“ (تذکرہ ۱۳۰-۱۳۱ بحوالہ سیر الخلافۃ۔ روحانی خزانہ جلد ۸ صفحہ ۳۸۱)

ترجمہ۔ میرا ایک لڑکا جس کا نام بشیر احمد تھا شیر خوارگی کے ایام میں فوت ہو گیا۔ اور حق یہ ہے کہ جن لوگوں نے تقویٰ اور خیثت الہی کے طریق کو اختیار کر لیا ہوا تکی نظر اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتی ہے۔ اس وقت مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم محض اپنے فضل اور احسان سے وہ تجھے واپس دیں گے (یعنی اُس کا مثلیں عطا ہو گا۔ سوال اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے ابیاً عطا فرمایا)۔

یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ بشیر احمد (اول) توفوت ہو گیا لیکن بشیر احمد (اول) کے مثلی کی بشارت ملنے سے بشیر احمد (اول) سے متعلقہ الہامی پیشگوئی کا حصہ زندہ رہا۔ بشیر احمد (اول) کے مثلی کی بشارت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے مزید یوں فرمایا ہے۔

(الف) ”خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بیشتر تمہیں دیا جائے گا۔ جس کا نام محمد بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اول اعظم ہو گا۔ یَعْلَمُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ“، (تذکرہ صفحہ ۱۳۱ بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۷۹)

(ب) ”ایک الہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بیشتر کھا۔ چنانچہ فرمایا کہ ”ایک دوسرا بیشتر تمہیں دیا جائے گا“ یہ ہی بیشتر ہے۔ جس کا دوسرا نام محمد ہے جس کی نسبت فرمایا۔ کہ وہ اول اعظم ہو گا اور حسن و احسان میں تیر انظیر ہو گا۔ یَعْلَمُ مَا يَشَاءُ“، (تذکرہ صفحہ ۱۳۱ بحوالہ مکتب ۲۰ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؑ۔ مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۵ صفحہ ۵۰)

چنانچہ اسی بشارت کے تحت پھر مثیل بیشیر احمد (اول) یعنی مرزا بشیر الدین محمد احمد خلیفۃ المسیح الثانی پیدا ہوئے اور اس طرح وہ موعود صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنی ”وہ لڑکا تیرے ہی ختم سے تیری ہی ذریت نسل ہو گا“ کی الہامی بشارت کے مصدقہ بنے۔ اگر کوئی کہتا ہے کہ حضور نے یہ فرمایا تھا:-

”خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ ظاہر کیا کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۸ء کی پیشگوئی حیثیت میں دو (۲) سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحاںی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۷۹)

تو خاکسار اس سلسلہ میں عرض کرتا ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعود کا یہ اپنا اجتہادی خیال اور اپنی آرزو تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ آرزو پوری نہ کی اور زکی غلام کی بشارت کو آپ کی روحاںی ذریت کی طرف منتقل کر دیا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ یہ تو ٹھیک ہے کہ اس الہامی پیشگوئی کا مصدقہ حضور مکاری صلی اللہ علیہ وسلم کا لیکن پھر بھی زکی غلام حضور کی صلب سے ہی پیدا ہو گا۔ تو پھر جیسا کہ میں اوپر ذکر کر آیا ہوں کہ ایسا شخص کو کلام الہامی سے ایسا ثابت کر کے دکھانا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سے کوئی ایسا وعدہ کیا ہوا ہے۔ کلام الہامی کے مقابلہ میں ہم کے اپنے اجتہادی کلام کی حیثیت ثانوی ہے خواہ وہ مقام نبوت پر ہی فائز کیوں نہ ہو۔ اگر بشری کمزوری کے تحت کلام الہامی اور ہم کے اپنے اجتہادی کلام میں کوئی تقاضا پیدا ہو جائے تو پھر کلام الہامی کی پیروی کرنا ضروری ہے نہ کہ ہم کے اجتہادی کلام کی لیکن افسوس سے لکھر ہا ہوں کہ آج تک جماعت احمدیہ میں حضور کی صلبی اولاد نے آپ کے اجتہادی کلام کی پیروی کی ہے نہ کہ کلام الہامی کی۔ وہ کلام حس کے متعلق حضور نے بانگ دھل فرمایا کہ یہ خدا کا کلام مجھ پر نازل ہوا ہے اسے یک سرظار انداز کر دیا گیا ہے۔ یہ ویسا ہی ہے جس طرح امت محمدیہ کی اکثریت نے احادیث میں مذکور لفظ ”نزول“ پر سخت پنج ما را اور قرآنی وحی متواتر عنود بالله پیغی پیچھے پھینک دیا تھا۔

## موعود کی غلام کی قدرتے تفصیل

محترم خان صاحب:- (۱) آپ نے بھی اپنے مضمون میں ذکر کیا ہے کہ عربی کا لفظ ”غلام“ دو معنی ہے اور قرآن پاک میں یہ لفظ مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے۔ صلی یا حقیقی یہی کے معنی میں سورۃ الحجر آیت: ۵۲، سورۃ مریم آیات: ۸ و ۲۰، سورۃ صافات آیت: ۱۰۲ اور سورۃ ذاریات آیت: ۲۹ میں آیا ہے جبکہ سورۃ یوسف آیت: ۱۲۰ اور سورۃ کہف آیات: ۵ و ۸۱ و ۸۳ میں غیر صلی بیوں کے معنی میں آیا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ حضور کے صلی بیوں کا سلسلہ مبارک احمد کی پیدائش کے بعد ختم ہو گیا تھا لیکن موعود کی غلام کی بشارات اُسکی مختلف صفات کے ساتھ ۶، ۷، ۸ نومبر ۱۹۰۱ء تک جاری رہیں۔ اللہ تعالیٰ کا راز کی غلام سے متعلق ان الہامی بشارات کو دہرانے کا منتصد کیا تھا؟ اللہ تعالیٰ زکی غلام سے متعلق ان الہامی بشارات میں یہ پیغام دے رہا تھا کہ بشارت تو پچھے کی پیدائش کی ہو اکرتی ہے نہ کہ پیدا شدہ پچھے کی۔ لہذا ۶، ۷، ۸ نومبر ۱۹۰۱ء تک وہ زکی غلام پیدا نہیں ہوا بلکہ اُسکے بعد پیدا ہو گا۔ قرآن پاک میں (۱) سورۃ ہود، آیات: ۲۷ تا ۳۷ (۲) سورۃ الحجر، آیات: ۳۲ تا ۵۳ (۳) سورۃ صافات، آیات: ۱۰۱ تا ۱۰۳ (۴) سورۃ ذاریات، آیات: ۲۹ (۵) سورۃ ال عمران، آیات: ۳۱ تا ۳۹ اور ۳۲ تا ۳۸ (۶) سورۃ مریم، آیات: ۸ تا ۱۰ اور ۲۰ تا ۲۲ میں اس سنت اللہ کی واضح تصدیق ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:- سُنَّةُ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَقَتْ مِنْ قَبْلٍ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةَ اللَّهِ تَبَدِّلَ يَلِلاً (سورۃ فتح آیت: ۲۳) اللہ کی اس سنت کو یاد رکھو، جو ہمیشہ سے چلی آئی ہے اور تو کبھی بھی اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔

(۲) یہ بھی یاد رہے کہ سب سے پہلے حضرت مہدی و مسیح موعود نے ”غلام مسیح الزماں“ کی پیشگوئی بیشیر احمد (اول) پر چپاں کی تھی۔ لیکن بیشیر احمد اول کی وفات کے بعد آپ خاصے محتاط ہو گئے۔ بیشیر احمد (اول) کی وفات کے بعد آپ کے ہاں کے بعد دیگرے و قلنے و قلنے سے تین لڑکے بیشیر الدین محمد احمد، بیشیر احمد اور شریف احمد پیدا ہوئے۔ آپ نے ان میں سے کسی کو بھی ”غلام مسیح الزماں“ کا مصدقہ قرار نہیں دیا۔ جب چوتھا لڑکا مبارک احمد بتاریخ ۱۳ ارجنون ۱۸۹۹ء کو پیدا ہوا تو آپ نے بانگ دھل زکی غلام کی پیشگوئی آپ پر چپاں کر دی۔ لیکن ارادہ الہامی کچھ اور تھا۔ مبارک احمد بھی چھوٹی عمر میں اذن الہامی سے بتاریخ ۱۲ ستمبر ۱۹۰۱ء کو فوت ہو گیا۔ مبارک کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُسکے مثیل کی خبر دے دی اور اس طرح حلیم اور زکی غلام مسیح الزماں کی پیشگوئی حضور کے صلی بیوں سے نکل کر آپ کی روحاںی ذریت کی طرف آگئی۔

محترم خانصاحب:- اس سے ثابت ہوا کہ خاکسار کا دعویٰ غلام مسح الزماں کسی غلط فہمی پر مبنی نہیں بلکہ آپ کا اس الہامی پیشگوئی کو بغیر دلیل کے حضورؐ کی صلب تک محدود کرنا سنگین غلط ہے۔ میں نے یہاں بہت اختصار کیسا تھے چند باتیں عرض کی ہیں۔ لیکن میری کتاب ”غلام مسح الزماں“ اور میرے دیگر ماضی میں میں اس موضوع پر کافی تفصیل موجود ہے۔

☆☆ صفحہ ۳ پر ہی آپ تحریر فرماتے ہیں:- ”غلام مسح الزماں (صلح موعود) ہونے کے دعیدار اپنے دلائل کو غلط ثابت کرنے والے کو ایک بڑی رقم بطور انعام دینے پر تیار ہیں۔ سوچنے تو کسی کے اتنی بڑی رقم پس انداز کرنے کے بعد کیا آپ مسمی نفس رکھتے ہیں؟“

محترم خانصاحب:- مسح کے لفظی معنی مسح کیا گیا یعنی برکت دیا گیا یا برکت یا نتے کے ہیں۔ اصطلاحی مفہوم میں یہ لفظ برکت دینے والے، روحاں پر یا اور روحاں مروں کو زندہ کرنے والے استعمال ہوتا ہے۔ میں نے اپنی کتاب میں درج کردہ دو دلائل کو غلط ثابت کرنے والے کیلئے ایک بڑی رقم (مبلغ دس لاکھ روپے) کا بطور انعام دینے کا وعدہ کیا ہے۔ میرے متعلق تحقیق کیے بغیر اپنے طور پر ہی آپ نے یہ کیسے گمان کر لیا کہ شاید خاکسار بھی عام احمد یوں کی طرح بغرض پیسہ کرانے جرمی گیا ہو گا۔ جرمی جا کر اس نے کسی طرح مبلغ دس لاکھ روپے کے برابر رقم پس انداز کر لی اور اب وہ غلام مسح الزماں کا دعویٰ کر کے اپنے دلائل کو غلط ثابت کرنے والے کیلئے دس لاکھ روپے کا انعام پیش کر رہے ہیں۔ آپکا اعتراض یہ ہے کہ اتنی بڑی رقم پس انداز کرنے والا انسان مسمی نفس کیسے ہو سکتا ہے؟

خانصاحب: میری آپ سے گزارش ہے کہ ایسا اعتراض کرنے سے پہلے کم از کم تقویٰ اور انصاف کا یہ تقاضا تھا کہ آپ میرے خاندانی پس منظر کی تحقیق کر لیتے۔ کیل میں آپ سے تعلق رکھنے والے احباب موجود ہیں اور خاکسار اُنکے درمیان عرصہ دراز سے رہ رہا ہے۔ کم از کم آپ اُن سے پوچھ لیتے کہ خاکسار نے کون کو نے جائز و ناجائز ذرائع اختیار کر کے رقم پس انداز کی ہے۔ ہاں خاکسار اسراف پسند نہیں۔ مسرف تو شیطان کے بھائی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو عطا کیا اس میں سے بطور شکر ایزدی اپنی ماں، اپنے بہن بھائیوں، غرباء و مسَاکین اور دیگر سوالیوں وغیرہ کی جہاں تک میرے لیے ممکن ہو اخذ مت ضرور کی ہے۔ اطلاعاعرض ہے کہ میں نہ تو کسی بھکاری اور نہ ہی کسی چندہ خور خاندان میں پیدا ہوا ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک معزز اور صاحب جائداد میندرا خاندان میں پیدا کیا ہے۔ مجھے دس لاکھ روپے پس انداز کرنے کیلئے جرمی آنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ خاکسار تو پاکستان چھوڑ کر یا غیر میں آنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ یہ سب کچھ مشیت ایزدی کے تحت ہوا ہے۔ یہاں مناسب نہیں کہ میں اپنے خاندانی پس منظر کا ذکر چھیڑوں۔

میں نے اپنی اختصار کے ساتھ اپنے ایک مضمون (نام جناب چوہدری محمد ابراهیم صاحب) میں اس موضوع سے متعلقہ چند باتیں رقم کی ہیں۔ اگر فرصت مل تو یہ مضمون ضرور پڑھیں۔ مدعا ”غلام مسح الزماں“ کا والد بوقت وفات اپنے چھوٹے بیٹیم بچے کیلئے اتنا ترک ضرور چھوڑ کر گیا تھا کہ وہ بچہ اپنے حصہ کے ترکہ میں سے اپنے دلائل کو غلط ثابت کرنے والے کو دس لاکھ روپے سے بھی کئی گناہ زیادہ بطور انعام دے سکتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جس مدعی کے پاس دس لاکھ روپے سے بھی کئی گناہ زیادہ اپنے باپ کا ترکہ موجود ہو تو کیا وہ مسمی نفس ہو سکتا ہے یا کہ نہیں؟ اس سوال کا جواب دینے سے پہلے آپ سے یہ گزارش ضرور کروں گا کہ ایک صاحب عقل و فہم انسان کو چاہیے کہ کم از کم وہ اعتراض دوسروں پر نہ کرے جو اسکے کسی اپنے پیارے پر بھی پڑ رہا ہو۔ حضرت مرزاغلام احمد گوکرچ باقی دنیا تو نہیں لیکن ہم لاکھوں (اگر کروڑوں ہیں تو اس کا علم یا تو اللہ تعالیٰ کو ہے یا پھر احمدی جماعت کے سربراہ کو ہو گا) احمدی مسح موعود ضرور مانتے ہیں۔ آپ ایک رئیس اور رئیس زادہ تھے۔ آپ قادیان کے قرب و جوار میں ایک بڑی جاگیر کے مالک تھے۔ ۱۸۸۰ء میں آپ نے ایک اشتہار کے ذریعہ مخالفین اسلام کو یہ چیلنج دیا تھا کہ اگر کوئی مخالف آپ کی کتاب برائیں احمد یہ میں حقیقت فرقان مجید اور صدق رسالت حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے سلسلے میں درج آپ کے دلائل کو نمبر و ارتوز دے تو آپ اپنی جائداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر اُسے قبض و دخل دے دیں گے۔ جو جائداد ۱۸۸۱ء میں دس ہزار کی تھی آج کل کے حساب سے وہ کم از کم دس کروڑ کی بنتی ہے۔ ایک رئیس اور رئیس کا بیٹا جو کروڑوں کی جائداد کا مالک تھا اگر وہ مسح موعود ہو سکتا ہے تو پھر دس لاکھ روپے کا مالک مسمی نفس کیوں نہیں ہو سکتا؟ کیا آپکا یہ اعتراض تعصباً پر مبنی نہیں ہے؟

☆☆ صفحہ ۵ پر آپکے بقول ”رئیس قادیان کئی سال دستخوان کے بچے کچھ ٹکڑوں پر گزار کرتا رہا۔“

محترم خانصاحب:- خاکسار آپ سب احباب جماعت کو دعوت عام دیتا ہے کہ میرے متعلق بھی تقویٰ اور دیانتداری کیسا تھے تحقیق کر لیں۔ آپ کو پتہ چل جائے گا کہ خاکسار کی صاحب جائداد ہونے کے باوجود بچپن اور جوانی کس طرح غربت اور مفلسی میں گزری ہے۔ جب میں پر ائمہ سکول ڈاون میں زیر تعلیم تھا تو ان دونوں سکول میں طلباء کیلئے ملیشیا کے کپڑے پہننے لازمی تھے۔ لیکن میری مرحوم ماں مجھے ملیشیے کے کپڑے خرید کر نہیں دے سکتی تھی۔ اگر ادھار کپڑے خرید لیے تو سلامی کیلئے پیسے نہیں ہوتے تھے اور پھر اکثر میرے کپڑے ادھار ہی سلتے تھے۔ ملیشیا کی وردی نہ ہونے کی وجہ سے اکثر اسٹاد مار بھی لیتا تھا۔ اس زمانے میں سکول کا ماہور چنڈہ دس پیسے ہوا کرتا تھا لیکن میری ماں مالی تکمیل کی وجہ سے دس پیسے بھی وقت پر ادا نہیں کر سکتی تھی۔ گورنمنٹ میل سکول احمد گنگر میں دوران تعلیم غربت کی یہ حالت تھی کہ سردویں میں بھی بند جو تے کی ججائے ہوائی چپل پہن کر سکول جاتا تھا۔ مجھے یاد ہے سردویں میں صحیح پاؤں کو بہت ٹھنڈلگی تھی تو ایک جنگلی پودا ہوتا تھا جس کو ہم کھپ کہتے تھے۔ سکول جاتے وقت راستے میں ان کھپ کے پودوں کو

آگ لگا کر ہم اپنے پاؤں سینا کرتے تھے۔ غربت کا بھی حال دور ان میٹر ک بھی رہا۔ میٹر میں خاکسار کے پاس سکول جانے کیلئے جوتے نہیں تھے۔ ناچار چھ ماہ کیلئے کسی سے عاریتاً جو تے لیکر استعمال کیے۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں میرے محترم اساتذہ میں آپکا نام بھی شامل ہے۔ خاکسار نے آپ سے دہم ڈی میں معاشرتی علوم پڑھا ہے۔ دہم ڈی ۱۷۶۱ء کے گروپ فوٹو میں خاکسار اساتذہ کی قطار میں مولوی محمد اسماعیل صاحب کیستھ بیٹھا ہوا ہے اور آپ بھی اسی قطار میں تشریف فرمائیں۔ یہ وہ وقت تھا کہ جب میرے فرشتوں کو بھی خوب نہیں تھی کہ آئندہ زندگی میں اللہ تعالیٰ مجھ غریب اور بیتیم بچے کے ساتھ کیا رحمت کا سلوک فرمانے والا ہے؟ ہو سکتا ہے آپ کے ذہن رسمیں یہ سوال بھی پیدا ہو کہ اگر خاکسار صاحب جاندا تھا تو اتنی غربت کیونکر تھی؟ تو عرض ہے کہ اگر ایک ربیس زادہ کو اپنے والد کی وفات پر یہ غم لا حق ہو سکتا تھا کہ باپ کی پیشہ کے بغیر اس کا نام و نقہ کیسے چلے گا؟ اور پھر اللہ تعالیٰ اُس کی ڈھارس بندھانے کیلئے اُس پر الیس اللہ بِکَافِ عَبْدَہ کا الہام نازل فرماتا ہے تو پھر ایک یتیم بچے کا صاحب جاندا ہو نے کے باوجود مغلسی کی زندگی گزرا ناکوئی بڑا جو بھی نہیں؟ خان صاحب: آپ کا زندگی میں غربت سے سابقہ پڑایا نہیں۔ میں نہیں جانتا۔ لیکن غربت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی چاہیے کیونکہ بقول مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم غربت بعض اوقات انسان کو کفر تک پہنچادیتی ہے۔ جہاں تک روپے پیسے کا تعلق ہے تو اس کا مسیحی نفس ہونے سے کیا تعلق؟ آپ کے خیال میں حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کیا مسیحی نفس نہیں تھے؟ اگرچہ دونوں بادشاہ تھے لیکن پھر بھی دونوں مسیحی نفس تھے۔ مسیحیت تو ایک مبارک اعزاز ہے جو رب کریم کی طرف سے اپنے چنیدہ بندوں کو ملا کرتا ہے۔ اس کا دولت اور غربت سے کیا تعلق؟ اور اگر تعلق ہے تو وہ بھی عین منشاء اللہ کے مطابق۔

☆☆☆ صفحہ ۵ پر ہی آپ فرماتے ہیں۔ ”**غلام مسیح الزماں کی شناخت کا ایک بڑا اشارہ یہ بھی دیا گیا ہے کہ وہ دل کا حلیم ہوگا۔ مصلح موعود کا دعویٰ کرنیوں والا اگر اس پیانہ پر پورا نہ اترے تو ہر احمدی جان جائے گا کہ اُسکے دعویٰ میں صداقت نہیں۔“**

**محترم خان صاحب:** حضرت ابراہیم بلاشک و شبدل کے حلیم تھے لیکن اپنے والد آذر اور اپنی قوم کو آپ حلیم نظر نہ آئے۔ انہوں نے تو آپ کو بت شکن (قوی خداوں کو توڑنے والا) قرار دیا۔ اسی وجہ سے آپکے والد نے آپ کو کہا کہ ابراہیم میری نظروں سے دُور ہو جا۔ پھر مجبوراً آپ کو اپنی قوم اور اپنے علاقے سے بھرت کرنی پڑی۔ جس طرح آپ فرماتے ہیں اسی طرح حضرت مہدی مسیح موعود بھی حلیم اطیع تھے۔ میں بھی کہتا ہوں کہ وہ ضرور تھے۔ لیکن آپ کی حلیمی آپکی قوم، آپکے مخالفوں حتیٰ کہ آپکے پہلے اہل و عیال کو بھی نظر نہ آئی۔ حضرت موسیٰ بھی بلاشک و شبدل کی شخص کو قتل کرنے کے باوجود بہت حلیم تھے۔ لیکن آپکی یہ حلیمی فرعون اور اسکی قوم حتیٰ کہ آپکی اپنی قوم کو بھی آپ میں نظر نہ آئی۔ حضرت مریم صدیقہ کے بیٹے یوسع مسیح بھی بلاشک و شبدل انتہائی حلیم و اطیع ہوئے تھے۔ لیکن آپکی حلیمی بھی آپکے گھروالوں اور آپکی قوم کو آپ میں نظر نہ آئی۔ اگر نظر آجائی تو آپکی بدجنت قوم آپ کو کبھی صلیب پر نہ لکھوائی۔ آپ نے جو مسیحی نفس یا حلیم ہونے کا ذکر فرمایا ہے تو عرض ہے کہ یہ صفات ایسی ہیں کہ ان کو مانپنے کا دنیا میں کوئی پیانہ نہیں ہے۔ اگر ایسا کوئی پیانہ ہوتا تو مذاہب میں یہ بھگڑے پیدا نہ ہوتے۔ میری گزارش ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام برگزیدہ انسیا مسیحی نفس اور حلیم تھے۔ ہر دور میں اُنکے دعاویٰ کے ابتداء میں قلیل تعداد کو اُن میں مسیحی نفسی بھی نظر آگئی تھی اور حلیمی بھی لیکن اُنکی قوموں کی بھاری اکثریت کو عظیم المرتبت لوگ نہ مسیحی نفس نظر آئے اور نہ ہی دل کے حلیم۔ اسی طرح جہاں تک غلام مسیح الزماں سے متعلق عظیم الشان الہامی پیشگوئی کا تعلق ہے تو ایسی پیشگوئیاں امتحان سے خالی نہیں ہو اکریں۔ حضرت مہدی مسیح موعود اسی شخص میں فرماتے ہیں:-

”اور یہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئیوں میں بعض امور کا انخواہ بعض کا اظہار ہوتا ہے۔ اور ایسا ہونا شاذ و نادر ہے کہ من کل الوجہ اظہار ہی ہو کیونکہ پیشگوئیوں میں حضرت باری تعالیٰ کے ارادہ میں ایک قسم کی خلق اللہ کی آزمائش بھی مظہر ہوتی ہے۔ اور اکثر پیشگوئیاں اس آیت کا مصدقہ ہوتی ہیں کہ یہ پیشگوئی بہ کثیریًا۔ اسی وجہ سے ہمیشہ ظاہر پرست لوگ امتحان میں پڑ کر پیشگوئی کے ظہور کے وقت دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ اور زیادہ تر انکار کرنے والے اور حقیقت مقصودہ سے بنے نصیب رہنے والے وہی لوگ ہوتے ہیں کہ جو چاہتے ہیں کہ صرف پیشگوئی کا ظاہری طور پر جیسا کہ سمجھا گیا ہو پورا ہو جائے۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہوتا۔ مثلاً مسیح کی نسبت بعض بابل کی پیشگوئیوں میں یہ درج تھا کہ وہ بادشاہ ہوگا۔ لیکن چونکہ مسیح غریبوں اور مسکینوں کی صورت پر ظاہر ہوا۔ اس لیے یہودیوں نے اس کو قبول نہ کیا اور اس رذ اور انکار کی وجہ صرف الغاظ پرستی تھی۔ کہ انہوں نے بادشاہت کے لفظ کو فقط ظاہر پر محول کر لیا۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ کی توریت میں ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی درج تھی کہ وہ تن اسرائیل میں سے اور اُنکے بھائیوں میں سے پیدا ہوگا۔ اس لیے یہودی لوگ اس پیشگوئی کا منشاء بھی سمجھتے رہے۔ کہ وہ بنی اسرائیل میں سے پیدا ہوگا حالانکہ بنی اسرائیل کے بھائیوں سے بنی اسماعیل مراد ہیں۔ خدا تعالیٰ قادر تھا کہ بجائے بنی اسماعیل کے بھائیوں کے بنی اسماعیل ہی لکھ دیتا تا کروڑ ہا آدمی بلا کست سے نجات مگر اس نے ایسا نہیں کیا کیونکہ اس کو ایک عقدہ درمیان میں رکھ کر صادقوں اور کاذبوں کا امتحان منظور تھا۔ اسی بنا پر اور اسی مدعای غرض سے تمیل کے پیرا یہ میں یا استعارہ کے طور پر بہت باتیں ہوتی ہیں جن پر نظر ڈالنے والے دو گروہ ہو جاتے ہیں۔ ایک وہ گروہ جو فقط ظاہر پرست اور ظاہر ہیں ہوتا ہے اور استعارات سے بلکی منکر ہو کر ان پیشگوئیوں کے ظہور کو ظاہری صورت میں دیکھنا چاہتا ہے۔ یہ وہ گروہ ہے کہ جو وقت پر حقیقت حقد کے مانے سے اکثر بنے نصیب اور محروم رہ جاتا ہے بلکہ سخت درج کی عداوت اور بغض اور کینہ تک نوبت پہنچتی ہے۔

جس قدر دنیا میں ایسے نبی یا ایسے رسول آئے جن کی نسبت پہلی کتابوں میں پیشگوئیاں موجود تھیں۔ اُنکے سخت منکرا اور آشد شمن وہی لوگ ہوئے ہیں، کہ جو پیشگوئیوں کے ظاہری الفاظ کو ان کی ظاہری صورت پر دیکھنا چاہتے تھے۔” (روحانی خواں جلد ۳ صفحہ ۱۳۳ تا ۱۳۶)

پیشگوئیوں کے سلسلے میں حضور اپنی جماعت کی راہنمائی فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:-

”یہ بھی ایک سنت اللہ ہے کہ وہ اپنی پیشگوئیوں اور نشانوں کو اس طور سے ظہور میں لاتا ہے کہ وہ ایک خاص طائفہ کیلئے مفید ہوں جو اُسکے کاموں میں تدبیر کرنے والے اور سونپنے والے اور عقل مند اور پاکیزہ طبع اور لطیف افسوس اور زیر ک اور مقنی اور اپنی نظرت سے سعید اور شریف اور نجیب ہوں اور اس طائفہ کو وہ باہر رکھتا ہے جو سفلہ مزاج اور جلد باز اور سطحی نیکیات والے اور حق شناسی سے عاجزاً اور سوءظن کی طرف جلد جھکنے والے اور فطرتی شکاوتوں کا اپنے پردا غ رکھتے ہیں۔ وہ نافہمود کے دلوں پر جس ڈال دیتا ہے یعنی کچھ پر وہ رکھ دیتا ہے تب ان کو نور ایک تاریکی دکھائی دیتا ہے اور اپنی آرزوں کی پیروی کرتے ہیں اور ان کو چاہتے ہیں اور سونپنے کا مادہ نہیں رکھتے۔ اور خدا تعالیٰ کی اس فعل سے غرض یہ ہوتی ہے کہ خبیث کو طیب کے ساتھ شامل نہ ہونے دے اور اپنے نشانوں پر ایسے پر دے ڈال دے جو ناپاک طبع کو پاک کیسا تھا شامل ہونے سے روک دیں اور پاک طبع لوگوں کا ایمان زیادہ کریں اور علم زیادہ کریں اور معرفت زیادہ کریں۔ اور صدق و ثبات میں ترقی دیں اور ان کی زیر کی اور حقائق شناسی دنیا پر ظاہر کریں اور ان کو اس کسر شان اور بے عزتی سے محفوظ رکھیں جو اس حالت میں متصور ہے۔ کہ جب ایک کچھ طبع اور سفلہ خیال اور نفس پرست اور نادان ان کی جماعت میں شامل ہو جائے اور اُنکے ہم پہلو جگہ لے اور پوکنکہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے جو اسکی جماعت کے آب زلال کیسا تھا کوئی پلید مادہ نہ مل جائے۔ اسلئے وہ ایسی خصوصیت کیسا تھا اپنے نشانوں کو ظاہر کرتا ہے کہ جس خصوصیت سے غلبی اور ناپاک طبع لوگ حصہ نہیں لے سکتے۔ اور صرف اس رفع الشان نشان کو رفع الشان لوگ دریافت کرتے ہیں۔ اور اپنے ایمان کو اس سے زیادہ کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ قادر تھا کہ کوئی ایسا نشان دکھاتا کہ تمام موئی عقول کے آدمی اور پست فطرت انسان جو صدھا نافسانی زنجیروں میں بٹلا ہیں بدیہی طور پر اپنی نفسانی خواہشوں کے مطابق اُس کو مشاہدہ کر لیتے۔ مگر درحقیقت نہ کبھی ایسا ہوا اور نہ ہوگا اگر کبھی ایسا ہوتا اور ہر ایک کچھ فطرت اپنی خواہشوں کے مطابق نشان دیکھ کر تسلی پا لیتے تو گو خدا تعالیٰ تو ایسا نشان دکھلانے پر قادر تھا اور اس بات پر قدرت رکھتا تھا کہ تمام گرد نیں اس نشان کی طرف جھک جائیں اور ہر ایک نوع فطرت اُس کو دیکھ کر سجدہ کرے مگر اس دنیا میں جو ایمان بالغ پر اپنی بنارکھتی ہے اور تمام مدارنجات پانے کا ایمان بالغ پر ہے وہ نشان حامی ایمان نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ ربانی وجود کا سارا پرداہ کھول کر ایمانی انتظام کو بکلی بر باد کر دیتا اور کسی کو اس لائق نہ رکھتا کہ وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر ثواب پانے کا مستحق ہے کیونکہ بدیہیات کا مانا ثواب کا موجب نہیں ہو سکتا۔” (روحانی خواں جلد ۹ صفحہ ۲۰-۲۱)

۔۔۔ پیشگوئیوں کے سلسلے میں حضرت مہدی مسیح موعودؑ کے یہ اقتباسات درج کرنے سے میری ہرگز یہ مراد نہیں کہ جو شخص بھی کوئی دعویٰ کرے تو اُسکے دعویٰ کو آنکھیں بند کر کے قبول کرلو۔۔۔ البتہ انسان کو پیشگوئیوں کے سلسلہ میں پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہیے۔۔۔ پیشگوئیوں کے سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ کسی پیشگوئی کی سب علامتیں دعویٰ کے ابتداء ہی میں مدعی کے وجود میں پوری ہو جائیں۔۔۔ لیکن ایسا بھی کبھی نہیں ہوتا کہ کسی سچے مدعی کے وجود میں پیشگوئی کی سب علامتوں کو استعارہ یا تاویل کے رنگ میں پورا کرنا پڑے۔۔۔ پیشگوئی کے سلسلہ میں یہ یقینی بات ہے کہ اس کی مرکزی اور قطعی علامتیں صرف پیشگوئی کے اصلی مصدق میں ہی پوری ہوتی ہیں نہ کہ کسی غیر میں۔۔۔ جہاں تک میرے دعویٰ کا تعلق ہے تو ابھی اسے جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے ہیں۔۔۔ ابھی توحی و باطل کا معمر کہ شروع ہوا ہے۔۔۔ انشاء اللہ تعالیٰ احباب جماعت میرا مسیحی نفس ہونا بھی دیکھ لیں گے، حلیمی بھی دیکھ لیں گے اور اسیروں کو رہا ہوتے بھی دیکھ لیں گے۔۔۔ باقی جو قبروں میں دبے پڑے ہیں یعنی جن سے آزادی ضمیر اور آزادی اظہار ایسے حقوق چھین کر انہیں زندہ درگور کر دیا گیا ہے انہیں تو آپ خوب پہنچانے تھی ہیں۔۔۔ وہ جماعت سے باہر نہیں بلکہ افراد جماعت ہی ہیں۔۔۔

### سانسوں کے سلسلے کو نہ دو زندگی کا نام جیسے کے باوجود بھی کچھ لوگ مر گئے

☆☆ صفحہ ۶ پر آپ فرماتے ہیں:- ”پیشگوئی میں مذکور تھم۔۔۔ ذریت اور نسل کے الفاظ اس حقیقت کی نشاندہی کرتے ہیں کہ مسیح مصلح موعودؑ کی صلب سے ہو گا۔۔۔ لیکن مصلح موعود کیلئے یہ مقدار ہو چکا ہے۔۔۔ کہ وہ مسیح موعود کی صلب سے ہی ہو گا۔۔۔ اس کا انہٹ فیصلہ غلاماً زکیاً کے الفاظ قرآنی کو پیشگوئی میں بیان فرمایا گیا ہے۔۔۔ لوگ ان الفاظ کو محض سلطی معنوں میں لیکر مصلح موعود کا زکی ہونا مراد لیتے ہیں اور بس۔۔۔ انہیں سوچنا چاہیے کہ اردو زبان کی پیشگوئی میں قرآنی الفاظ کو استعمال کرنے میں کیا حکمت ہے؟ کوئی تدبیر کرتا تو ان دو الفاظ کے سینوں میں اتر کرایے موتی چن لیتا جو یہ حقیقت اس پر روشن کر دیتے کہ یہ انعام مسیح موعودؑ کی ذریت سے ہی مخصوص ہے۔۔۔ ان کی نسل کے علاوہ ان کا اور کوئی روحانی فرزند اس عظیم پیشگوئی کا مصدق نہیں ٹھہرتا۔“

## قرآنی الفاظ غلاماً زکیاً کا آئندہ فیصلہ

محترم خان صاحب:- آپکے یہ سب خالی دعاوی ہیں۔ آپکے پاس انکی کوئی دلیل نہیں۔ خاکسار اب تک قطعی طور پر یہ ثابت کر چکا ہے کہ مصلح موعود نہ تو حضورؐ کا کوئی صلبی بینا تھا اور نہ ہی آپ سے اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا وعدہ فرمایا تھا کہ وہ اس زکی غلام یعنی مصلح موعود کو آپ کی صلب سے ہی پیدا کرے گا۔ جیسا کہ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ اگر کوئی شخص حضورؐ کا کوئی ایسا الہام ثابت کر دے جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے یہ وعدہ فرمایا ہو کہ وہ زکی غلام اُسکی صلب سے ہی پیدا کرے گا تو میں سمجھوں گا کہ میرا ایک سوال ختم ہو گیا۔ میں آپکو لقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ پر کوئی ایسا الہام نازل نہیں فرمایا ہے۔ یہ صرف آپ لوگوں کے قیامت ہیں۔ آپ ہے آئندہ فیصلہ قرار دے رہے ہیں اس آئندہ فیصلے کو تو اللہ تعالیٰ اپنے عمل سے پہلے ہی رد فرماجا ہے۔ قرآن مجید سے پتہ ملتا ہے کہ موسوی سلسلہ میں حضرت مریم ایک برگزیدہ اسرائیلی لڑکی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ایک رحمت کا نشان ”غلاماً زکیاً“ کی بشارت بخشی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو یہ نہیں فرمایا تھا کہ وہ ”زکی غلام“ تیری صلب سے آئندہ پیدا کرے گا بلکہ بشارت یہ تھی کہ وہ زکی غلام تیرا صلبی بینا ہو گا۔ اس بشارت کے بعد کنواری مریم کے بطن سے قدرت الہی کیسا تھا ایک زکی غلام جس کا نام آپ نے مکمل الہی مسیح عیسیٰ بن مریم رکھا تھا پیدا ہوا۔ آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمدی مریم حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا زکی غلام آپکے گھر میں پیدا ہونا چاہیے تھا۔ حضورؐ کے الہامات بتارہے ہیں کہ یہ زکی غلام آپکے گھر میں پیدا ہوا۔ اسکے متعلق میں اسی مضمون میں مفصل لکھ چکا ہوں۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔ آپ جن قرآنی الفاظ کو آئندہ فیصلہ کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ زکی غلام حضورؐ کے گھر میں پیدا نہ فرمائے آپ کے اس آئندہ فیصلے کو رد (reject) فرمادیا ہے۔ مزید اللہ تعالیٰ نے حضورؐ سے ایسا کوئی الہامی وعدہ ہی نہیں فرمایا کہ وہ یہ زکی غلام اس کی صلب سے پیدا کرے گا۔ ہم جانتے ہیں کہ نیک صلبی اولاد بھی عظیم روحانی وجودوں کیلئے روحانی ذریت کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اس زکی غلام کو حضورؐ کی نیک صلبی اولاد میں سے بھی پیدا کر سکتا ہے۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے سے ایسا کوئی وعدہ نہیں فرمایا الہادہ اس زکی غلام کو حضورؐ کی صلب سے پیدا کرنے کا پابند نہیں ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ امت محمدی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے علاوہ کسی ولی یا مجدد کو مریمی روحانی مقام نہیں بخشنا۔ آپکو مریمی روحانی مقام بخشنے میں اللہ تعالیٰ کی یہ منشاء تھی کہ بعد ازاں اس محمدی مریم کی دعا اور روحانی توجہ کے نتیجے میں ایک زکی غلام پیدا کرنا تھا۔ وہ زکی غلام آپ کا اسی طرح روحانی فرزند ہے جس طرح خود آپ حضرت محمد ﷺ کے روحانی فرزند تھے۔

## حضرت مسیح ابن مریمؐ کی ولدیت کا نظریہ

محترم خان صاحب:- آپ نے اپنے مضمون کے صفات سے لیکر ۱۳ تک حضرت مسیح ابن مریمؐ کی ولدیت کے متعلق ایک نظریہ پیش کیا ہے۔ سردست میں انکی اصابت یاد میں اصابت پر بحث نہیں کرتا۔ نظریہ قائم کرنے کا حق ہر انسان کو حاصل ہے۔ وہ کلام جو آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر نازل ہوا تھا اتنا عظیم الشان آسمانی کلام ہے کہ ہر دور کے انسانوں کیلئے راہنماء، فرقان اور حکم کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر کسی نظریہ کو قرآن مجید سے تائید نہ ملے تو پھر وہ نظریہ نظر ثانی کے لائق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ  
عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ إِادَةٍ حَلَقَةٌ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ (آل عمران۔ ۲۰) ترجمہ۔ عیسیٰ کا حال اللہ کے نزدیک یقیناً آدم کے حال کی طرح ہے اسے اس نے خشک مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اسکے متعلق کہا کہ تو وجود میں آجائت وہ وجود میں آنے لگا۔ اب سوال یہ ہے کہ آدم کا کوئی باپ تھا؟ اگر نہیں تھا تو عیسیٰ کا باپ کہاں سے آگیا؟ صفحہ ۷ پر آپ فرماتے ہیں۔ ”لَنْظُرُ وَحْنَا كَامْسَدَاقٌ جَرَأَيْلٌ يَا سَعْيِيٰ كَوَىٰ اُوْغَيْرِمَرَىٰ مَخْلُوقٌ نَّبِيٰ دِلِيلٌ يَكَ فَرِشْتُوْنٌ مِّنْ رُوْحٌ نَّبِيٰ هُوتِيٰ۔“ جواباً عرض ہے کہ فرشتے تو بذات خود روحانی وجود ہیں۔ اُنہیں انسانوں کی طرح روح کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تَعْرُجُ الْمَلِئَكَةُ وَالرُّؤْحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مَقْدَارُهُ هَمْسِيَّنَ الْفَسَنَةِ (سورہ معارج۔ ۵) ترجمہ۔ فرشتے اور جرائیل اس (خدا) کی طرف اتنے وقت میں چڑھتے ہیں جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہوتی ہے۔ خان صاحب! اگر لنظر وحنا سے مراد کوئی فرشتہ یا جرائیل نہیں تھا تو درج بالا آیت میں روح کس مری مخلوق کیلئے استعمال ہوا ہے؟ کیا آپ اسکی وضاحت فرماسکتے ہیں؟ اسی صفحہ پر آپ فرماتے ہیں۔ ”تَنَاهِ مَخْلُوقٌ میں صرف انسان کو ہی یہ شرف حاصل ہے کہ وہ روح خداوندی سے متصف ہے۔“ جواباً عرض ہے کہ میری کتاب ”غلام مسیح الزماں“ کے حصہ دوم کے پہلے باب کے تیسرا عنوان ”نیکی اور مظہر/Virtue and Phenomenon“ میں ایک ضمنی عنوان بنام ”روح کی ماہیت“ ہے۔ آپ اسے ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

قرآنی نقطہ نظر کے برخلاف آپ نے حضرت مسیح ابن مریمؐ کی ولدیت ثابت کرنے کیلئے کافی صفات خرچ کیے ہیں۔ یقینی بات ہے کہ آپ موسوی مسیح ابن مریمؐ کی ولدیت اسی لیے ثابت کرنے پر تھے ہوئے ہیں تاکہ کسی طرح حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے مبشر زکی غلام کا آپ کی صلب سے پیدا ہونا ثابت ہو جائے۔ اگر بھی بات ہے تو آپ کا یہ نیا یا بھی اسی خیال سے ملتا جلتا ہے جو کہ چند ماہ پہلے مجھے اپنے ایک دوست کی زبانی سننے کا موقعہ ملا۔ میرا یہ دوست آجکل فریکفرٹ میں مقیم ہے۔ وہ کسی زمانے میں احمدی رہا ہے۔ چند ماہ پہلے

ایک مجلس میں وہ مجھ سے پوچھنے لگا کہ غفار آپ کا جماعت سے جھگڑا ختم ہو گیا ہے۔ میں نے اُسے کہا کہ میرا جماعت سے کوئی جھگڑا نہیں۔ البتہ نظام جماعت نے میرے خلاف ایک جھگڑا بنا رکھا ہے۔ میں نے اُسے کہا کہ اگر نظام جماعت میرے دنوں سوالات کو بذریعہ دلیل غلط ثابت کر دے تو میرا دعویٰ خود بخوبی ختم ہو جائے گا۔ ان دنوں سوالوں میں سے ایک یہ ہے کہ خلیفہ ثانی پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ ہی میں نہیں آتا تھا جائیداد مصلح موعود ہو؟ وہ کہنے لگے خلیفہ ثانی تو مصلح موعود نہیں تھے کیونکہ (نعمۃ اللہ) حضرت مرزا غلام احمدؒ کے دعاویٰ ہی غلط ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ مجھے اب نہب کا علم ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ میں نے کہا کہ جناب قرآن مجید آنحضرت ﷺ کے بعد غلام نبوت کی خبر دیتا ہے۔ یعنی کوئی انسان کیسے بند کر سکتا ہے؟ میں نے مزید کہا کہ پہلے زمانوں میں بھی غلام نبوت ثابت ہے جیسا کہ حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے تابع اور غلام نبی تھے۔ وہ کہنے لگا کہ کون کہتا ہے کہ حضرت ہارونؑ نبی تھے۔ میں نے کہا جناب قرآن مجید کہتا ہے۔ وہ کہنے لگا نہیں۔ حضرت ہارونؑ نبی نہیں تھے بلکہ معاون تھے۔ اس پر وہ اڑ گئے۔ میں نے دل میں إِنَّمَا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھا اور سوچنے لگا کہ میرے اس دوست کو نہب کا خوب علم ہو گیا ہے۔ نہب کا علم ملتے ہی اس نے حضرت مرزا صاحبؓ کو نبوت سے محروم کرنے کیلئے قرآن مجید میں مذکور ایک مستند نبی کو بھی نبوت سے فارغ کر دیا۔ یہ تھا میرے دوست کا مذہبی علم؟ واقعی انسان جب تعصب اور جہالت کا شکار ہو جاتا ہے تو پھر اس کا علم ”غیر قرآنی یا کامے علم“ میں بدلا شروع ہو جاتا ہے۔ ”علمون بس کریں اُو یار“، میں غالباً بابا یا شاہ نے بھی ایسے ہی علم سے منع فرمایا ہو گا۔ بدقتی سے جب انسان ایک سچائی کا انکار کر بیٹھتا ہے تو پھر اسے آہستہ آہستہ دوسری مسلمہ سچائیوں کا بھی انکار کرنا پڑتا ہے۔ خان صاحب:- آپ سے گزارش ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اس طرح بھی فرمادیتا کہ ”مریم زوجہ یوسف نجار کو میں نے زکی غلام کی بشارت بخشی تھی اور پھر بشارت کے بعد وہ اُنکے ہاں پیدا ہو گیا“، تب بھی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا مبشر زکی غلام آپؓ کا صلبی بیٹھا ثابت نہیں ہوتا اور نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ آئندہ آپؓ کی صلب میں سے ہی پیدا ہو گا۔

### دوستوں کا نظر خدا کے لیے سید الحلق مصطفیٰ کے لیے

☆☆ صفحات ۱۳ اور ۱۴ پر آپ لکھتے ہیں: ”الفاظ آسمانی کا یہ کمال ہے کہ وہ اپنے اندر معانی کا بھر بیکار لیے ہوتے ہیں۔ کسی بھی انسان کی مقدرت نہیں کہ وہ ان کا مکمل ادراک کر سکے۔ اسلئے کلام نازل فرمانے والا عقدہ کشائی کیلئے مختلف اوقات میں نئے نئے اشارے دیتا رہتا ہے۔ اس کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ لوگ ان پر تدبیر کرتے رہیں۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص پہلی ذات ہے اور جب لوگ اسے حل نہیں کر پاتے تو وہ ایک ایک کر کے کچھ اشارے دیتا ہے۔ سامنے کوئی بھی چدائی سوالات کرنے کی اجازت ہوتی ہے جن سے وہ حقیقت کو پاسکیں۔ انسانی فطرت سے آگاہ خالق نے عقدہ کشائی کیلئے مختلف اوقات میں اشارے دیتے۔ کبھی ملتے جلتے الفاظ میں تو کبھی نئے الفاظ میں اور کبھی یوں بھی ہوا کہ نئے نام لیکر انتہائی سادگی سے آنیوالے کی مزید نشان دہی کر دی گئی۔ یہ اشارے ۱۹۰۰ تک دیتے گئے۔ اب اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ ۱۹۰۰ سے پہلے پیدا ہونیوالا مصلح موعود نہیں ہو سکتا بالکل غلط ہے۔“

### زکی غلام سے متعلق مبشر کلام الہی بطور پہلی

محترم خان صاحب: حضرت مہدی و مسیح موعودؑ پر نازل ہونیوالی ۲۰ رجبوری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی ایک بہت بڑی پہلی ہے۔ اس پیشگوئی میں ایک لڑکے اور ایک زکی غلام کی بشارات دی گئیں۔ لڑکے کے متعلق تو اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمادی کہ ”وَلَرْكَاتِيرَےْ ہی خُمْ سے تیری ہی ذریت نسل ہو گا۔۔۔۔۔“ لیکن زکی غلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کوئی دھڑکانہ نہ فرمائی اور اس طرح وہ اس عظیم الشان پیشگوئی میں پہلی بنا دیا گیا۔ اب یہ زکی غلام کون تھا؟ کیا حضرت بانی جماعت کا کوئی صلبی بیٹھا ہیا آپؓ کا کوئی روحانی فرزند تھا؟ یہی سوال پہلی ہے۔ اس سوال کا جواب اللہ تعالیٰ تو جانتا تھا لیکن ملہم نے اپنے طور پر زکی غلام کی ساتھ بریکٹ میں لفظ ”لڑکا“ لکھ کر اس پہلی کے متعلق اپنا اجتہاد ظاہر فرمایا کہ وہ میرا صلبی بیٹھا ہو گا۔ دوسری بیوی کے بطن سے ۱۸۸۱ء کو ایک لڑکا پیدا ہوا۔ آپؓ نے اس لڑکے کا نام بشیر احمد (اول) رکھا اور زکی غلام کی پیشگوئی اس پر چسپاں کر دی۔ لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ یہ لڑکا ۲۳ نومبر ۱۸۸۸ء کو اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو گیا۔ بشیر احمد (اول) کی وفات پر مخالفوں نے بہت شور و غل مچایا اور ٹھٹھا اور تمثیر کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے کو بہت غم لاحق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو اس لڑکے کے مثالی کی بشارت عطا فرمائی۔ (تذکرہ صفحہ ۱۳۰-۱۳۱، محوالہ روحانی خزانہ جلد ۸ صفحہ ۳۸۱)

پھر بشیر احمد (اول) کا یہ مثالی ۱۲ رجبوری ۱۸۸۹ء کے دن پیدا ہوا۔ اب حضورؐ بہت محتاط ہو گئے۔ انہوں نے زکی غلام کی پیشگوئی بشیر الدین محمود احمد پرنہ لگائی۔ آپؓ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ واضح رنگ میں خبر دے گا تو میں اس کا اعلان کروں گا۔ (دیکھیں۔ اشتہار ۱۲ رجبوری ۱۸۸۹ء، عنوان تکمیل تبلیغ)

بعد ازاں ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء کو بشیر احمد پیدا ہوئے لیکن آپؓ نے زکی غلام کی پیشگوئی اس پر بھی چسپاں نہ کی۔ پھر ۲۳ ربیعی ۱۸۹۵ء کے دن شریف احمد پیدا ہوئے۔ آپؓ نے زکی غلام کی پیشگوئی اس پر بھی چسپاں نہ کی۔ ۱۳ جون ۱۸۹۹ء کے دن آپؓ کا چوتھا صلبی بیٹھا مبارک احمد پیدا ہوا۔ اب حضورؐ نے ۲۰ رجبوری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی واضح رنگ

میں اپنے اس چوتھے صلبی بیٹھ پر چسپا کر دی۔ (دیکھیں۔ تریاق القلوب۔ روحانی خزانہ جلد ۱۵ صفحہ ۲۲۱)

بعد ازاں اس طرح ہوا کہ ۱۶ ستمبر ۱۹۰۴ء کے دن (اول الذکر بیٹھ کی طرح) چوتھا صلبی بیٹھ مبارک احمد بھی قضاۓ الہی کیسا تھوفت ہو گیا۔ صاحبزادہ مبارک احمد کی وفات کے دن حضورؐ کو پھر حلیم غلام کی بشارت دی گئی۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء میں بطور مثالی مبارک احمد پھر حلیم غلام کی بشارت کو دہرا یا گیا۔ پھر اسی حلیم اور زکی غلام سے متعلق آخری مبشر کلام ۲، ۷، ۸ نومبر ۱۹۰۴ء کو نازل ہوا۔ اسکے بعد ۲۶ نومبر ۱۹۰۴ء کے دن حضور اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ یہ یاد رہے کہ ۱۳ اگرجن ۱۸۹۹ء کے بعد حضورؐ کے گھر میں کوئی نزینہ اولاد پیدا نہیں ہوئی۔ حضورؐ نے زکی غلام کی بشارت اپنے جس صلبی بیٹھ پر بھی چسپا کی وہی فوت ہو گیا اور جن پر چسپا نہ کی وہ زندہ رہے۔ اس الہی طرز عمل میں بھی افراد جماعت کیلئے ایک پیغام ہے۔ لیکن ان کیلئے جو سمجھنا چاہیں۔ ۲۰ رفروری ۱۸۸۸ء کی الہامی پیشگوئی کے بعد غلام سے متعلق درج ذیل ترتیب سے مبشر الہامات نازل ہوئے۔

(۲) ۱۸۹۲ء۔ ”إِنَّا نُبَشِّرُكُ بِغُلَامٍ“۔ یعنی ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ (تذکرہ صفحہ ۲۱۳۔ بحوالہ روحانی خزانہ جلد ۹ صفحہ ۳۰ حاشیہ)

(۳) ۱۸۹۲ء۔ ”إِنَّا نُبَشِّرُكُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ مَظْهَرٌ الْحَقِّ وَالْعَلَاءُ كَانَ اللَّهُ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاوَاتِ“۔ ترجمہ۔ ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہو گا کو یاخدا آسمان سے اُترتا۔ (تذکرہ صفحہ ۲۳۸۔ بحوالہ روحانی خزانہ جلد ۱۱ صفحہ ۲۲)

(۴) ۱۳ اپریل ۱۸۹۹ء۔ ”إِذْ يُرِيدُ مَلِيّاً سَاهِبُ الْكُلَّ عُلَامًَا مَازِكِيًّا“۔ یعنی کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر میں تجھے ایک زکی غلام عنقریب عطا کروں گا۔ (تذکرہ صفحہ ۷۷۔ بحوالہ روحانی خزانہ جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۶)

(۵) ۲۶ نومبر ۱۹۰۵ء۔ ”إِنَّا نُبَشِّرُكُ بِغُلَامٍ تَافِلَةً لَكَ تَافِلَةً مِنْ عِنْدِنِي“۔ ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ وہ تیرے لیے نافلہ ہے۔ ہماری طرف سے نافلہ ہے۔ (تذکرہ صفحہ ۵۰۰۔ بحوالہ روحانی خزانہ جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۹)

(۶) مارچ ۱۹۰۶ء۔ ”إِنَّا نُبَشِّرُكُ بِغُلَامٍ تَافِلَةً لَكَ“۔ ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں۔ جو تیرے لیے نافلہ ہو گا۔ (تذکرہ صفحہ ۵۱۹۔ بحوالہ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲۳، ۱۰ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

(۷) ۱۹۰۶ء۔ ”إِنَّا نُبَشِّرُكُ بِغُلَامٍ مَظْهَرٌ الْحَقِّ وَالْكَلَاءُ كَانَ اللَّهُ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاوَاتِ“۔ ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو حق اور اعلیٰ کا مظہر ہو گا۔ گویا آسمان سے خدا اُترے گا۔ (تذکرہ صفحہ ۵۵۳۔ بحوالہ روحانی خزانہ جلد ۲۲ صفحہ ۹۹۳ تا ۹۸)

(۸) ۱۶ ستمبر ۱۹۰۴ء۔ ”إِنَّا نُبَشِّرُكُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ“۔ ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ (تذکرہ صفحہ ۲۱۹۔ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۱)

(۹) ۲۶ نومبر ۱۹۰۶ء۔ ”سَاهِبُ الْكُلَّ عُلَامًَا مَازِكِيًّا رَبِّ هَبْ لِيْ دُرْرِيَّةً طَبِيبَةً“۔ إِنَّا نُبَشِّرُكُ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَجِيَّيِ۔ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبِّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ“ (تذکرہ صفحہ ۲۲۶۔ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۰، ۱۰ نومبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۳) میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔ اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یجی ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب فیل کیسا تھک کیا کیا۔

اب سوال یہ ہے کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام کے متعلق بشارت تو ہو چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ ضرورت حق کے بغیر ایک لفظ بھی الہام نہیں کیا کرتا۔ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کے بعد چھوٹے ٹکڑوں کی شکل میں زکی غلام سے متعلق مبشر کلام الہی یا جو آپ کے بقول اشارے حضورؐ پر نازل ہوتے رہے۔ اب سوال یہ ہے کہ زکی غلام سے متعلق ان اشاروں یا مبشر کلام الہی میں اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندے اور اُسکی جماعت کو کیا پیغام دے رہا تھا؟ ان اشاروں میں پیغام الہی یہ تھا کہ میں اس زکی غلام کی پیدائش کی بشارت دیتا چلا آرہا ہوں اور وہ ابھی پیدا نہیں ہوا ہے۔ وہ آخری بشارت کے بعد پیدا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ان اشاروں میں سمجھا رہا تھا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے اپنے کسی نبی یا ولی کو کسی ایسے بچے کی بشارت دی ہو جاؤ۔ کنگی گود میں یا اُنکے گھر میں کھیلتا پھر رہا ہو۔ یہ بات میری سنت کے خلاف ہے۔ لہذا زکی غلام سے متعلق مبشر کلام الہی کو قرآن مجید کی روشنی میں دیکھنے سے پہلے چلتا ہے کہ ۲۰، ۲۶ نومبر ۱۹۰۶ء تک پیدا نہیں ہوا تھا۔

جبیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ”الفاظ آسمانی کا یکمال ہے کہ وہ اپنے آندر معانی کا بحر بکریاں لیے ہوتے ہیں۔ کسی بھی انسان کی مقدرت نہیں کہ وہ ان کا مکمل ادراک کر سکے“ آپ نے یہ بالکل درست فرمایا ہے۔ واقعی کسی آسمانی کلام کو جب تک اُسکی تفہیم کلام نازل فرمانے والا نہ دے از خود عقل کیسا تھک بھی لینا محال ہے۔ مثلاً قرآن مجید ایک عظیم الشان آسمانی کلام ہے۔ ایک صدی قبل تک اتنا بڑا عظیم الشان آسمانی کلام پاس ہونے کے باوجود امت محمدیہ حیات مسیحؐ ایسے غلط اور غیر قرآنی عقیدے پر بھی ہوئی تھی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحبؒ پر اپنے آسمانی کلام کے گھرے معانی کا اکٹھاف فرماتے ہوئے سمجھا یا کہ حضرت مسیح ناصریؒ میرا ایک بندہ اور نبی تھا۔ باقی بندوں اور آئینیا کی طرح وہ بھی فوت ہو چکا ہے۔ حضرت مرزا صاحبؒ نے اس الہی راجہ نمای کی روشنی میں امت محمدیہ کی راجہ نمای فرمائی کہ حیات مسیحؐ کا عقیدہ سراسرا ایک باطل اور غیر قرآنی عقیدہ ہے۔ حضرت

مسح ابن مریم فوت ہو چکے ہیں۔ آپ نے امت محمدیہ سے حیات مسح کے متعلق ایک قرآنی آیت کی درخواست بھی کی جو امت پوری نہ کر سکی۔ لیکن اسکے باوجود قلیل تعداد میں مقنی اور عاجزوگوں نے اس باطل عقیدے کو چھوڑا جبکہ امت کی اکثریت آج تک اس باطل اور غیر قرآنی عقیدے پر اڑتی ہوئی ہے۔ اسی طرح ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں جوزی کی غلام کے متعلق بشارت دی گئی تھی وہ ظاہر کافی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ میرے برگزیدہ بنے کے ایک صلبی بیٹے نے پہلے ایک غلط دعویٰ مصلح موعود کرنا ہے اور پھر اس دعویٰ کی آڑ لیکر ایک غیر اسلامی اور یہود یا نہ نظام کیسا تھا اپنے عظیم والد کی روحانی ذریت کو یغمال بنانا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے حضور کے اس ادنی غلام پر یہ اکشاف فرمایا ہے کہ تو افادہ جماعت کو بتا کہ قرآن پاک کی روشنی میں جب ہم زکی غلام مسح الزماں سے متعلق مبشر کلام الہی کو دیکھتے ہیں تو وہ ہمیں درج ذیل دونتائج پر پہنچتا ہے۔

(اول) کوئی بھی ایسا شخص جوزی کی غلام سے متعلق نازل ہونیوالے آخری مبشر الہام جو ۲۷ نومبر ۱۹۰۷ء کو نازل ہوا تھا، سے پہلے پیدا ہوا، خواہ وہ حضرت مسح موعود علیہ السلام کی روحانی ذریت میں داخل تھا یادوں روحانی اور جسمانی ذریت میں داخل تھا، غلام مسح الزماں یعنی مصلح موعود سے متعلق الہامی پیشگوئی کا مصدق انہیں ہو سکتا۔ اس طرح حضور کی نزینہ اولاد مشمول خلیفۃ المسح الشانی غلام مسح الزماں کی بشارت سے باہر نکل گئی۔ کلام الہی کے برخلاف ان میں سے کوئی بھی مصلح موعود کی الہامی پیشگوئی کا مصدق انہیں بن سکتا۔

(دوم) ہر وہ شخص جو غلام مسح الزماں سے متعلق نازل ہونے والے آخری مبشر الہام جو ۲۷ نومبر ۱۹۰۷ء کو نازل ہوا تھا، کے بعد پیدا ہوا، خواہ وہ حضور کی روحانی ذریت میں داخل ہو یادوں روحانی اور جسمانی ذریت میں داخل تھا، اگر اللہ تعالیٰ ایسے کسی انسان کو غلام مسح الزماں سے متعلق الہامی پیشگوئی کا مصدق بنانا چاہے تو وہ بن سکتا ہے۔

دنیا میں حضرت مہدی مسح موعود کوئی پہلے نبی نہیں تھے جنہیں ایک زکی غلام کی بشارت ملی تھی بلکہ آپ سے پہلے حضرت ابراہیم، حضرت ذکریا اور حضرت مریمؑ واللہ تعالیٰ نے حلم، علیم، بیکی اور ایک زکی غلام کی بشارتیں دی تھیں۔ بشارتوں کے وقت ان بچوں میں سے کسی کا بھی وجود نہیں تھا بلکہ ان بچوں کے والدین نے اللہ تعالیٰ سے انتباہ کی تھی کہ ہمارے ہاں یہ پچ کیسے پیدا ہو گے؟ جو بارا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ ضرور پیدا ہو گے۔ محترم خان صاحب:- سب جانتے ہیں کہ ۲۷ نومبر ۱۹۰۷ء تک زکی غلام کی بشارت ہوتی رہی۔ یہ بشارتیں محض اشارے نہیں تھے بلکہ زکی غلام کی پیدائش کے متعلق اشارے تھے کہ وہ ۲۷ نومبر ۱۹۰۷ء تک پیدا نہیں ہوا۔ اگر آپ قرآن مجید سے کسی ایک نبی یا ولی کے متعلق کوئی ایسی مثال پیش کر دیں کہ کوئی بچا اُنکی گود میں تھا یا ان کے گھر میں کھیلتا پھر رہا تھا اور پھر بھی اس کی پیدائش کے متعلق اللہ تعالیٰ انہیں بار بار بشارتیں نازل فرماتا رہا تھا۔

**صرف ایک مثال؟** تو پھر نہ صرف میں بلکہ ساری دنیا مجائے گی کہ مصلح موعود ۱۹۰۷ء سے پہلے پیدا ہو سکتا تھا۔ لیکن چونکہ یہ بات ہی غیر معقول ہے اور قرآن مجید میں کوئی ایسی غیر معقول مثال ہی نہیں ملت تو پھر مصلح موعود کے متعلق آپ کا ۱۹۰۷ء سے پہلے پیدا ہونے کا استدلال کلیتہ غلط ہے۔ یہ خاکسار کا نہیں بلکہ قرآن مجید کا فیصلہ ہے اور قرآن مجید کے اس فیصلے کوئی مسلمان چلنچ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ حضور فرماتے ہیں۔

”قرآن شریف کو ہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کیلئے روزے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ ﷺ۔“ (کشتی نوع۔ روحانی خزانہ جلد ۱۹ صفحہ ۱۳)

☆☆☆ مضمون کے صفحہ ۱۵ اپر آپ لکھتے ہیں۔۔۔ ”کلام آسمانی میں دعوت تدریسے حوصلہ پا کر ہم اور آگے بڑھتے ہیں۔ ہم نے مصلح موعود کا پتہ ڈھونڈنا ہے۔ منزلِ اسلئے آسان ہے کہ ہم نے اسے صرف ایک ہی شخص کی نسل میں تلاش کرنا ہے۔ اللہ جانے دنیا میں کتنے مصلح موعود پیدا ہوں۔ ہم ایک ہی پر کیوں اکتفا کریں۔ کیا اول العزم بیشیر الدین محمد احمد کے بعد ساری دنیا یا جماعت ایسی نیک ہو چکی ہے کہ اب اصلاح کی گنجائش نہیں رہی اگر ایسا ہے تو کسی مصلح کا انتظار کیوں؟ لیکن افسوس ہے کہ ایسا نہیں ہے۔“

محترم خان صاحب:- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اپنے بعد ایک فرزند کی خبر دی تھی کہ وہ دنیا میں آکر ”زین“ کو وعد و انصاف سے اس طرح بھردے گا جیسے وہ پہلے ظلم و جور سے بھری ہوئی ہو گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرزند کیلئے امت محمدیہ میں مہدی معہود مسح موعود کی اصطلاحیں مستعمل ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرزند کے متعلق بعض لوگوں کا یہ خیال تھا کہ وہ اہل بیت میں سے ہو گا۔ بعض کا یہ خیال تھا کہ وہ حضرت سلمان فارسیؓ کی صلب میں سے ہو گا۔ بعض کا یہی خیال تھا کہ وہ آپ کی امت میں سے حض آپ رہا اور روحانی فرزند ہو گا۔ اب یہ تو ہر مسلمان جانتا ہے اور مانتا بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرزند آپ کی صلب میں سے نہیں تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے صلبی نسل کی بجائے روحانی نسل پسند فرمائی ہے۔ اب آیا وہ فرزند اہل بیت میں سے ہو گا یا حضرت سلمان فارسیؓ کی صلب سے ہو گا یا حض آپ کی امت میں سے فنا فی الحمد صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی مقام پانیوالا حض کوئی امت فرد ہو گا؟ اب سوال یہ ہے کہ اگر اس روحانی فرزند نے آنہے تو امت اُسے کیسے ڈھونڈے گی؟ اور اگر وہ آچکا ہے تو امت نے اُسے کیسے ڈھونڈے ہے؟ آپ کے اور میرے عقیدے کے مطابق بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ روحانی فرزند یعنی حضرت مہدی مسح موعود آپ چکا ہے۔ قریاً ایک صدی قبل اُمت محمدیہ بہتر فرقوں میں ٹھی ہوئی تھی اور تعداد بھی کروڑوں میں تھی۔

اتی تعداد اور اتنے زیادہ فرقوں میں بٹے ہوئے ہونے کے باوجود ہم جانتے ہیں کہ ڈھونڈنے والوں نے اُسے ڈھونڈ لیا تھا۔ اگرچہ ساری امت میں ایک قلیل تعداد نے اُسے کیوں کیا لیکن پھر بھی بہر حال اُسے ڈھونڈ لیا تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ امت کی اتنی بڑی تعداد اور اتنے زیادہ فرقوں میں بٹے ہوئے ہونے کے باوجود ڈھونڈنے والوں نے اُسے کیے ڈھونڈا تھا؟ کیا ہم اسی طرح غلام مسح از ماں کو نہیں ڈھونڈ سکتے؟ ضرور ڈھونڈ سکتے ہیں۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ ہم اُسے اپنی مرضی سے ڈھونڈنا چاہتے ہیں نہ کہ خدا کی مرضی سے۔ ہم جانتے ہیں کہ حضرت مهدی و مسح موعودؑ اخضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صلب میں پیدا نہیں ہوئے تھے اور نہ ہی وہ کسی مخصوص فرقہ یا خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ بلکہ جس خاندان اور جس گاؤں میں پیدا ہوئے اُس کی طرف لوگوں کی کوئی توجہ نہ تھی۔ آپؐ خود فرماتے ہیں۔

میں تھا غریب و بے کس و مگنا و بے ہنر      کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر  
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی      میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی

پھر وہ کیا پیانہ تھا جس کی بدولت امت کے بعض لوگوں کو وہ نظر آ گیا؟ اولاً۔ اس سچے مدعا کے پاس ایک آسمانی دلیل (خسوف و کسوف) تھی۔ ثانیًا۔ ڈھونڈنے والوں کے پاس تقویٰ تھا جس کی بدولت وہ انہیں آسمانی نظر آ گیا۔ اسی پیانہ کیسا تھا کیا آج غلام مسح از ماں کو نہیں ڈھونڈا جاستا؟ لہذا خان صاحب: آپ کا یہ فرمانا کہ ”**ہم نے مصلح موعود کا پیہ ڈھونڈنا ہے۔ منزل اسلئے آسان ہے کہ ہم نے اُسے صرف ایک ہی شخص کی نسل میں تلاش کرنا ہے۔**“ بے معنی اور بے وزن دلیل ہے۔ غیر مقنی اور نفسانی لوگ اس مصلح موعود کو ایک خاندان میں بھی نہیں ڈھونڈ سکتے جبکہ متقویٰ کیلئے اس کا کسی مخصوص نسل میں سے ہونا یا نہ ہونا کوئی مسئلہ نہیں۔ اگر کوئی ایسا دعویدار ہو جس کے پاس ۲۰۰۰ رفروری ۸۸ء کی الہامی پیشگوئی کے مطابق ایک قطعی اور الہامی دلیل ہو تو اسے ایک خاندان چھوڑ، پوری جماعت میں بھی ڈھونڈنا مشکل نہیں۔ یوں تو تجدید و اصلاح کا سلسلہ ہمیشہ سے جاری و ساری ہے۔ مصلح آتے بھی رہیں گے اور جاتے بھی رہیں گے۔ لیکن یہاں زیر بحث معاملہ ایک موعود مصلح کا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا وہ موعود جماعت احمد یہ میں آچکا ہے؟ اگر وہ موعود مصلح بشیر الدین محمود احمد کے روپ میں آچکا ہے تو پھر موعود مصلح کا معما حل ہو چکا اور بحث ختم ہو گئی۔ لیکن کیا کوئی احمدی عالم یا غیر عالم مجھے اس بات کا ثبوت فراہم کر سکتا ہے کہ وہ موعود مصلح خلیفہ ثانی تھا؟ اگر کوئی ثبوت فراہم کر دے تو میں اُسے ایک زرکشی بطور انعام دینے کیلئے تیار ہوں۔ لیکن یاد رکھیں کہ خلیفہ ثانی کو مصلح موعود ثابت کرنا تو درکناروہ تو ۲۰۰۰ رفروری ۸۸ء کی الہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت ہی سے باہر ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر خلیفہ ثانی مصلح موعود نہیں تھا تو پھر وہ کیا تھا؟ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

☆☆ اسی صفحہ پر آگے آپ لکھتے ہیں۔ ”آئیے مسح موعود کی ذریت (نسل) کو بکھیں۔ دوسرا بیوی کے بطن سے پہلا بیٹا کے ۸۸ء میں پیدا ہوا پیشگوئی میں اُسے مہمان کہا گیا تھا۔ چنانچہ وہ ایک سال بعد ہی اللہ کو پیارا ہو گیا۔ دوسرے بیٹے بشیر الدین محمود احمد کی پیدائش ۱۲ جنوری ۸۹ء میں ہوئی۔ انہیں جماعت مصلح موعود گردانی ہے۔ وہ خود اور ان کے دو بیٹے جماعت کے امام رہ کروفات پاچکے ہیں۔“

محترم خان صاحب:- یہ ٹھیک ہے کہ جماعت کے کچھ لوگوں نے خلیفہ ثانی کو مصلح موعود بنانے کی غلطی کی تھی۔ لیکن انہوں نے خود بھی تو ایک حلف اٹھا کر دعویٰ کیا ہوا ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود کے مطابق وہی موعود مصلح ہیں۔ بعد ازاں یکے بعد دیگرے آپکے دو بیٹوں نے آپکے اس خود ساختہ دعویٰ مصلح موعود کو پختہ کرنے اور دوام دینے کے سوا اور کیا ہی کیا ہے؟ اپنے باپ کے نقش قدم پر جلتے ہوئے ہر قسم کا یہود یا نہ ہربہ استعمال کرتے ہوئے افراد جماعت کو عملاً آزادی ضمیر اور اسکے انہمار سے بھی محروم کر دیا۔ کیا یہی حقیقی اسلام ہے؟ ☆☆ آگے آپ لکھتے ہیں:- ”مصلح موعود کی مزید نشاندہی کیلئے ۹۲ء میں الہام ہوا انانبیشر بغلام حلیم۔ قرآن کریم میں غلام حلیم کے الفاظ ابراہیمؑ کو اسمعیلؑ کی پیدائش کی بشارت دینے کے سلسلہ میں استعمال فرمائے گئے۔ (الصفت: ۱۰۱) مسح موعودؑ کے موعود بیٹے کو غلام حلیم کہنا باواسطہ انداز میں ظاہر کرتا ہے کہ موعود بیٹا اُنکے بیٹے کی سلسلہ میں استعمال فرمائے گے۔ یعنی مسح موعودؑ کی نسل میں رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا۔ اسی طرح مسح موعودؑ کے اسمعیلؑ کی نسل میں موعود مصلح کو پیدا فرمائے گا۔ ابراہیمؑ کے سب سے بڑے بیٹے اسمعیلؑ کو والد سے جدا کر دیا گیا تھا۔ دور حاضر کے ابراہیمؑ کے سب سے بڑے بیٹے مرزا سلطان احمد کیسا تھے بھی ایسا ہی معاملہ ہوا۔ اُسے بھی والد سے دور کھا گیا۔ چونکہ مسح موعودؑ یعقوب بھی تھے اسلئے اُنکے ساتھ یوسف کا سامعاملہ بھی ہوا۔ ان کا یوسف (مرزا سلطان احمد) ان سے جدا کر دیا گیا۔ یوسفؑ کی طرح وہ بھی مذوق غیروں میں رہا۔ یوسفؑ کو اپنوں نے والد سے جدا کر دیا گیا تھا۔ اسکے بارہ میں اُنی لاجذر بیٹے یوسف کے علاوہ ان توں تولی کے الفاظ نازل فرمائے گئے۔ کہ اگر اس نے دوستی رکھی تو دوستی رکھی جائے گی۔ مرزا سلطان احمد نے اپنے عمل سے دوستی رکھنا ثابت کر دیا۔ اب یہ کیسے ممکن ہے کہ صادق ال وعد ان سے دوستی نہ کرے اور اجتنادے۔“

محترم خان صاحب:- ”زکی غلام سے متعلق مبشر کلام الہی بطور پیہلی“ کے عنوان میں خاکسار موعود زکی غلام کے متعلق کافی تفصیل بیان کر چکا ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔ آپ کو

معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے موعود غلام مسیح الزماں میں اللہ تعالیٰ نے بہت سارے سابقہ انبیا کی صفات بیان فرمائی ہیں۔ مثلاً اس کا زکی۔ حلیم۔ تیکی اور یوسف ہونا غیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحاق کو علیم کہہ کر پکارا تھا۔ غلام مسیح الزماں علیم اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکے متعلق فرمایا ہے کہ ”وَهُنْخَتِذَبِينَ وَهُنْمِنْهُوْگَا“۔ سورۃ الصافات کی آیت ۱۰۱ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اسْلَمِیلؑ کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ حلیم تھا۔ آپ اس سے یہ نتیجہ اخذ کر رہے ہیں کہ چونکہ حضرت مرزا صاحبؒ کا بڑا بیٹا سلطان احمد حضورؒ کے لیے بنزرتہ اسْلَمِیلؑ تھا لہذا حلیم مسیح الزماں مرزا سلطان کی صلب میں سے ہی پیدا ہوگا۔ یہ آپ کا محض خیال ہے اور آپ کے پاس اسکی کوئی دلیل نہیں۔ آپ کے اس خیالی دعویٰ کے غلط ہونے کی درج ذیل وجوہات ہیں۔

(۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ کپا حلیم غلام مسیح الزمان کے حضوری صلب سے پیدا ہونے کی کوئی شرط ہے۔ ہرگز نہیں۔

(۲) دوسری وجہ یہ کہ حضرت ابراہیمؑ کے صلبی میٹا تھا۔ کیا آپ یا جماعت احمدیہ حضورؐ کے صلبی بیٹوں میں سے کسی کے متعلق غلام مسح ازمان ہونے کا امکان بھی ثابت کر سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

(۳) پہلے زمانوں میں کسی نبی کو اگر کسی مخصوص صفت کے حامل صلبی بیٹھی کی بشارت دی گئی تھی تو کیا یہ ضروری ہے کہ اُمّت محمدیہ میں بھی اگر کسی نبی یا ولی کو اسی مخصوص صفت کیسا تھے اللہ تعالیٰ کسی غلام کی بشارت دیتا ہے تو یہ بشارت بھی پہلے زمانوں کی طرح پوری ہوگی؟ ہرگز نہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ حضرت زکریاؑ کو ایک صلبی بیٹھی تھیؑ کی بشارت ہوئی تھی۔ یہی بشارت حضرت مہدیؑ مسیح موعودؑ کو بھی ہوئی تھی جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آپکے کلیے کے مطابق کیا حضورؐ کے گھر میں کوئی صلبی بیٹھا بطور یکی ہی پیدا ہوا تھا؟ ہرگز نہیں۔ اسی طرح حضرت زکریاؑ کا یہ صلبی بیٹھا حضرت تھیؑ ”نبی اللہ تھا بالکل یہی بشارت اور انہی الگاظ میں حضرت مجدد اف ثانیؑ کو بھی ہوئی تھی۔ بشارت کے بعد آپکے ہاں وہ بیٹا پیدا ہوا اور اس کا نام یکی رکھا گیا۔ آپکے کلیے کے مطابق تومجد اف ثانیؑ کے بیٹے یکی کو بھی نبی اللہ ہونا چاہیے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا مجدد اف ثانیؑ کا یہ بیٹا نبی اللہ تھا؟ ہرگز نہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ آکاراہ کلمہ ہی غلط ہے اور سنت اللہ کے خلاف ہے۔

میزد آپ نے فرمایا ہے کہ ”دور حاضر کے ابراہیم یعنی حضرت مهدی و مسیح موعودؑ کے سب سے بڑے بیٹے مرتضیٰ احمد کیسا تھے بھی ایسا ہی معاملہ ہوا۔ اُسے بھی والد سے دور کھا گیا۔“ آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ آپ کس کوکس کیسا تھے تشیید رہے ہیں؟ حضرت اسماعیلؑ اپنے عظیم باپ سیدنا حضرت ابراہیمؑ کا انتہائی فرمانبرداریتا تھا۔ ایک خواب سننا کر جب سیدنا حضرت ابراہیمؑ نے اپنے اس عظیم بیٹے سے اُسکی رائے طلب کی تو اس ذائقۃ اللہؑ نے اپنے عظیم باپ سے کہا کہ اے میرے باپ آپ کو جو حکم ملا ہے اُسے بجالا لیئے۔ مرتضیٰ احمد نے زندگی بھرا پنے عظیم باپ کا کوئی دعویٰ بھی نہیں تسلیم کیا۔ بلکہ اپنے عظیم باپ کو بھلانے کی کوششیں کرتا رہا۔ وفات سے چند ماہ قبل مرتضیٰ احمد نے بیعت کس طرح کی یا اُس سے کروائی گئی یہ ایک الگ موضوع ہے۔ سردست اسے چھوڑتے ہیں۔ اسی طرح آپ دور حاضر کے یعقوبؑ کے بیٹے مرتضیٰ احمد کو حضرت یعقوبؑ کے بیٹے حضرت یوسفؑ سے ملا رہے ہیں۔ یاد رکھیں کہ حضرت یوسفؑ کو اُسکے حاسد بھائیوں نے اپنے عظیم باپ سے جدا کیا تھا جبکہ مرتضیٰ احمد خودا پنے عظیم  
باپ کے نافرمان بنے۔ حضرت یوسفؑ اپنے بھائیوں کے ظلم اور کنوں میں پھینکے جانے کی وجہ سے عارضی طور پر مجبوراً اپنے باپ حضرت یعقوبؑ سے دور رہا۔ جبکہ مرتضیٰ احمد نہ صرف خودا پنے عظیم باپ سے دور رہا بلکہ مخالفوں سے مل کر اپنے عظیم باپ کی ناکامی کیلئے بھی جدوجہد کرتا رہا۔ باقی یہ بات درست ہے کہ اگر کوئی انسان تو برکتِ اللہ تعالیٰ اُسکی طرف اپنے فضل اور رحم کیسا تھا تو جو فرماتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ مرتضیٰ احمد نے اپنے عظیم باپ کی زندگی میں کب تو بکی اور کب آپؑ کی فرمانبرداری میں آیا؟

"اب باعث تحریر اشتہار بذا یہ ہے کہ میرا بیٹا سلطان احمد نام جو ناں بھی تحصیلدار لا ہو رہا میں ہے اور اُسکی تائی صاحبہ جنہوں نے اُسکو بیٹا بنایا ہوا ہے، وہی اس مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ اور یہ سارا کام اپنے باتھ میں لیکر اس تجویز میں ہیں کہ عید کے دن یا اُسکے بعد اس لڑکی کا کسی سے نکاح کیا جائے۔ اگر یہ اور وہ کسی طرف سے مخالفانہ کارروائی ہوتی تو ہمیں درمیان میں دخل دینے کی کیا ضرورت اور کیا غرض تھی۔ امر ربی تھا۔ اور وہی اُسکو اپنے فضل و کرم سے ظہور میں لاتا۔ مگر اس کام کے مدارالمہام وہ لوگ ہو گئے جن پر اس عاجز کی اطاعت فرض تھی اور ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا اور بہت تاکیدی خط لکھ کر تو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ اور تمہارا کوئی حق نہیں رہے گا۔ مگر انہوں نے میرے خط کا جواب تک نہ دیا۔ اور بلکل مجھ سے بیزاری ظاہر کی۔ اگر انکی طرف سے ایک تیز توارکا بھی مجھے زخم پہنچتا تو بندا میں اس پر صبر کرتا۔ لیکن انہوں نے دینی مخالفت کر کے اور دینی مقابلہ سے آزاد رہے کر مجھے بہت ستایا۔ اور اس حد تک میرے دل کو توڑ دیا کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور عمداً چاہا کہ میں سخت ذلیل کیا جاؤں۔ سلطان

احمدان دو بڑے گناہوں کا مرتكب ہوا۔ اول یہ کہ اس نے رسول ﷺ کے دین کی مخالفت کرنی چاہی۔ اور یہ چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفوں کا حملہ ہو۔ اور یہ اپنی طرف سے اس نے ایک بندارگھی ہے اس امید پر کہ یہ جھوٹے ہو جائیں گے اور دین کی ہٹک ہوگی۔ اور مخالفوں کی فتح۔ اس نے اپنی طرف سے مخالفانہ تلوار چلانے میں کچھ فرق نہیں کیا۔ اور اس نادان نے نہ سمجھا کہ خداوند قدیر و غیر اس دین کا حامی ہے اور اس عاجز کا بھی حامی۔ وہ اپنے بندہ کو بھی ضائع نہ کرے گا۔ اگر سارا جہاں مجھے بر باد کرنا چاہے تو وہ اپنی رحمت کے ہاتھ سے مجھ کو خام لے گا۔ کیونکہ میں اُس کا ہوں اور وہ میرا۔ دوم سلطان احمد نے مجھے جو میں اسکا باپ ہوں سخت ناچیز قرار دیا اور میری مخالفت پر کربانہ میں اور قوی اور فعلی طور پر اس مخالفت کو کمال تک پہنچایا۔ اور میرے دینی مخالفوں کو مدد دی اور اسلام کی ہٹک بدل وجہاں منظور کھی۔ سوچونکہ اس نے دونوں طور کے گناہوں کو اپنے اندر جمع کیا۔ اپنے خدا کا تعلق بھی توڑ دیا اور اپنے باپ کا بھی۔۔۔۔۔ تو اسی نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہو گا اور اسی روز سے اسکی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے۔۔۔۔۔

”(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحات ۲۱۹ تا ۲۲۰)

**محترم خان صاحب:** حضورؐ کے اس بیٹے کو کیا آپ حضرت اسماعیلؑ اور حضرت یوسفؑ سے تشبیہ دے رہے ہیں؟ غور کریں اور سوچیں۔ لیکن اسکے باوجود بھی میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس سلطان احمد کی نیک صلب میں سے اگر غلام مسیح الزماں بنانا چاہے تو وہ بنا سکتا تھا۔ لیکن میرا آپ سے سوال ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی وہ روحانی ذریت جس میں آپ بھی شامل ہیں اور خاکسار بھی اور جنکے بزرگوں نے نہ صرف اپنے رحمی رشتہ داروں اور اپنی برادریوں کو چھوڑ کر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو نہ صرف قبول کیا بلکہ اپنی ہرشتے پر مقدم بھی کر لیا تھا۔ انکا کیا تصور ہے کہ جو اللہ تعالیٰ اُن میں سے کسی کو غلام مسیح الزماں نہیں بنایا سکتا؟ کیا وہ صرف قربانیاں دینے اور ماریں کھانے کیلئے حلقة احمدیت میں شامل کیے گئے تھے؟ کیا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ ایک گھر یا ایک خاندان کیلئے نبی بن کر آئے تھے؟ نہیں نہیں بالکل نہیں۔ یہ کارنامہ آپؑ کی صلبی اولاد کا ہے کہ اس نے آپ کو اپنے گھر اور خاندان کا نبی بنایا ہے اور آپؑ کی روحانی برکتیں صرف ایک گھر اور ایک خاندان تک محدود کر لی گئیں ہیں۔ اگر آپؑ اللہ تعالیٰ کا کوئی ایسا الہامی وعدہ دکھادیں کہ وہ زکی غلام مسیح الزماں کو صرف حضورؐ کی صلب سے ہی کھڑا کرے گا تو پھر میں کون ہوتا ہوں اعتراض کرنے والا؟ لیکن یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کا حضورؐ ایسا کوئی وعدہ نہیں کہ وہ زکی غلام کو آپؑ کے قائم اور آپؑ کی ذریت نسل سے ہی کھڑا کرے گا۔ میں جیران ہوں آپ ایسا انسان حضورؐ کے ایک ایسے بیٹے کی صلب میں سے تو غلام مسیح الزماں کے پیدا ہونے کی امید اور تو قر کر رہا ہے جو اپنے عظیم باپؑ کی زندگی میں ہمیشہ مخالف اور منکر ہا اور حضورؐ کی روحانی ذریت کو بغیر کسی وجہ اور الہامی روکاوٹ کے کیسر مسٹر کر رہا ہے۔ یہ ہے خلیفہ ثانی اور اسکے جانشینوں کی تعلیم و تربیت کا کمال۔ اگر آپ ایسے عالم کا یہ حال ہے تو پھر ایک عام احمدی جس کے پاس سوائے اجلاؤں اور چندہ دینے کے حضورؐ کسی کتاب کو پڑھنے کیلئے وقت ہی نہیں اس بے چارے کا کیا حال ہو گا؟

☆☆ صفحہ ۱۶ پر آپ لکھتے ہیں:- ”مسیح موعودؑ کی زندگی میں اُنکی دوسری الہامی سے تین لڑکے زندہ تھے۔ اور ایک چوتھا ان تینوں سے بڑا اور الگ تھا۔ مسیح موعودؑ لکھتے ہیں ”ایک کشفی عالم میں چار پھل مجھ کو دیئے گئے تین ان میں سے تو آم کے تھے مگر ایک پھل سبز رنگ بہت بڑا تھا وہ اس جہاں کے پھلوں سے مشابہ نہیں تھا۔ اگرچہ یہ بھی الہامی بات نہیں مگر میرے دل میں یہ پڑا ہے کہ وہ پھل جو اس جہاں کے پھلوں میں نہیں ہے وہی مبارک لڑکا ہے کیونکہ کچھ شک نہیں کہ پھلوں سے مراد اولاد ہے۔ اور جبکہ ایک پار ساطع الہامی کی بشارت دی گئی اور ساتھ ہی کشفی طور پر چار پھل دیئے گئے جن میں سے ایک پھل الگ وضع کا ہے تو یہی سمجھا جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔“ غور کیجئے کہ الگ وضع کا یہ پھل (بیٹا) اگر مرزا سلطان احمد نہیں تو اور کون ہو سکتا ہے۔ یوسفؑ کی طرح فضل احمد بھی متوفی گوشہ گمانی میں رہا۔ لیکن والد اور بیٹے دونوں کو خوشخبری دی گئی کہ اقبال کے دن آئیں گے۔“

**محترم خان صاحب:** آپ نے جس کشف کا یہاں ذکر کیا ہے۔ یہ کشف اور اس کی تعبیر حضورؐ نے اپنے ایک انتہائی قربی میری حضرت خلیفۃ المسیح اولؑ کو مورخہ ۸/۸/۱۸۸۲ء کو ایک خط میں لکھ کر بھیجی تھی۔ آپؑ لکھتے ہیں:-

”شاید چار ماہ کا عرصہ ہوا۔ کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ایک فرزند قوی الطاقتین، کامل الاظاہر والباطن تم کو عطا کیا جائے گا۔ سواس کا نام بثیر ہو گا۔ اب تک میرا قیاسی طور پر خیال تھا کہ شاید وہ فرزند مبارک اسی الہامی سے ہو گا۔ اب زیادہ تر الہام اس بات میں ہو رہے ہیں کہ عنقریب ایک اور نکاح تمہیں کرنا پڑے گا اور جناب الہی میں یہ بات قرار پا چکی ہے کہ ایک پار ساطع اور نیک سیرت الہامی عطا ہو گی۔ وہ صاحب اولاد ہو گی۔ اس میں تجھ کی بات یہ ہے کہ جب الہام ہوا تو ایک کشفی عالم میں چار پھل مجھ کو دیئے گئے تین ان میں سے تو آم کے تھے مگر ایک پھل سبز رنگ بہت بڑا تھا۔ وہ اس جہاں کے پھلوں سے مشابہ نہیں تھا۔ اگرچا بھی یہ الہامی بات نہیں مگر میرے دل میں یہ پڑا ہے کہ وہ پھل جو اس جہاں کے پھلوں میں نہیں ہے۔ وہی مبارک لڑکا ہے۔ کیونکہ کچھ شک نہیں کہ پھلوں سے مراد اولاد ہے۔ اور جبکہ ایک پار ساطع الہامی کی بشارت دی گئی اور ساتھ ہی کشفی طور پر

چار پھل دیئے گئے۔ جن میں سے ایک پھل الگ وضع کا ہے تو یہی سمجھا جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔” (تذکرہ صفحہ ۱۱۲ تا ۱۱۳ بحوالہ مکتوب مورخہ ۸ جون ۱۸۸۷ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؑ مکتوبات احمد یہ جلد چشم نمبر ۲ صفحہ ۶)

اولاً۔ اس کشف کے وقت آپؑ کا یہ خیال تھا یا آپؑ کو یہ امید لگی ہوئی تھی کہ ”زکی غلام یعنی مصلح موعود“ آپؑ صلبی بیٹا ہو گا جو کہ بعد ازاں پوری نہیں ہوئی۔

ثانیاً۔ اس وقت آپؑ کا یہ بھی خیال تھا کہ وہ صلبی بیٹا دوسری بیوی نصرت جہاں بیگمؓ کے بطن سے نہیں بلکہ کسی اور پار ساطھ اور نیک سیرت الہیہ سے ہو گا۔

ثالثاً۔ یہ کہ کشف میں مذکور تینوں آم یعنی صلبی بیٹے تو دوسری بیوی نصرت جہاں بیگمؓ کے بطن سے پیدا ہو گئے ہیں۔

رابعاً۔ یہ کہ چوتھے سبز رنگ کے بڑے پھل کا آمنہ ہونا ثابت کر رہا ہے کہ وہ حضورؐ کا صلبی بیٹا نہیں ہو گا۔ وہ سبز رنگ کا بڑا پھل کوئی آسمانی ہدایت یافتہ وجود آپؑ کا کوئی روحاںی فرزند یعنی غلام مسیح الزماں تھا۔

خامساً۔ جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے، سلطان احمد تو اپنے محترم بابؑ کی زندگی میں منکرا و نافرمان رہا ہے۔ لہذا وہ اس کشف میں مذکور پھلوں میں سے کسی پھل کی تعبیر میں نہیں آ سکتا۔

☆☆ مضمون کے صفحہ ۱۶ پر ہی آپؑ لکھتے ہیں:- ”۲۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء میں خواب میں مسیح موعودؑ کو کھایا گیا کہ ایک لڑکا ہے جس کا نام عزیز ہے اور اُسکے بابؑ کے سر پر سلطان کا لفظ ہے چونکہ کلام آسمانی ہے اسلئے گھرائی میں جا کر اس لفظ سے روشن دلیل کے معنے لئے گئے جو بلاشبہ درست ہیں لیکن اوپر والے کا کلام اپنی سطح پر بھی متیوں کی دولت سے نوازتا ہے۔ کیوں نہ تم سلطان سے اُسکے سطحی معنی لیکر اس سے مرزا سلطان احمد کو مراد لیں اور یہ آخذ کریں کہ غلام مسیح الزماں کی نشاندہی کیلئے اُس کا سلسلہ نسب بیان فرمانا شروع کر دیا گیا

ہے پھر ۲۰۱۹ء میں موعود بیٹے کی مزید نشاندہی کے سلسلہ میں الہام ہو اینصر کم اللہ فی وقت عزیز۔ حکم اللہ الرحمن لخلیفۃ اللہ السلطان۔ یہاں حملن کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ دوستی کا وعدہ نجاح نے والی ذات بدلت میں اپنے دوست بندہ کو اتنا کچھ دے دیتی ہے کہ اُسے اس کا تصور بھی نہیں ہوتا اور سلطان کا لفظ جو ظاہر کرتا ہے۔ اس کا ذکر ہم کر

چکے۔ ”مرزا سلطان احمد اپنے سر ایلی رشتہ داروں کے زیر اثر کچھ عرصہ مخالف دھڑے میں رہے۔ رحیم و کریم مخالفت کو نہیں دیکھتا۔ بندہ تو بہ کہ کے اصلاح کے راستہ پر گامزن ہو جائے تو وہ غزوہ احمد میں مسلمانوں کو دکھل پہنچانے والے خالد بن ولید کو سیف اللہ بنادیتا ہے۔ صلح حدیبیہ کے پرانے اڑاکر مسلمانوں کے حیلہ بنو خزانہ کو عین حرم میں تدقیق کرنے والا عکرہ مجاہم شہادت نوش کر کے مسلمانوں کو فتح یرمونک سے دوچار کرتا ہے۔ دربار نجاشی میں کفار کا وکیل عمرو بن العاص اسلام قبول کرنے کے بعد فاتح مصرب نجاتا ہے۔

اور مسلمانوں کے بدترین دشمن بنو امیہ کا ایک خوش قسمت جوان عمر بن عبد العزیز خلیفہ راشد کا اعزاز حاصل کرتا ہے۔ وفات سے چند ماہ پہلے (ستمبر اور اکتوبر) میں یہی بعد مگرے انانیش رک بغلام حلیم کے الہامات جہاں مصلح موعود کی آمد کا کمر پتہ دیتے ہیں وہاں اس کا صلب بھی ظاہر کرتے ہیں۔“

محترم خانصاحب:- مرزا سلطان احمد سر ایلی رشتہ داروں کے زیر اثر ہو کر نہیں بلکہ بذات خود سوچتے سمجھتے ہوئے اور کسی دباؤ کے بغیر حضورؐ کے مخالف اور منکر تھے اور حضورؐ کی ساری زندگی منکرا و مخالف ہی رہے۔ حضورؐ کی ۲۰ اکتوبر ۱۸۹۸ء کی خواب اور اُسکی تعبیر حضورؐ نے کچھ اس طرح بیان فرمائی ہے۔

”۲۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو خواب میں مجھے یہ دکھایا گیا کہ ایک لڑکا ہے جس کا نام عزیز ہے اور اُسکے بابؑ کے نام کے سر پر سلطان کا لفظ ہے وہ لڑکا کپڑا کر میرے سامنے بٹھایا گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ ایک پتلا ساٹڑا کا گورے رنگ کا ہے۔ میں نے اس خواب کی تعبیر کی ہے کہ عزیز عزت پانے والے کو کہتے ہیں اور سلطان جو خواب میں اس لڑکے کا بابؑ سمجھا گیا ہے۔ یہ لفظ یعنی سلطان عربی زبان میں اس دلیل کو کہتے ہیں کہ جو ایسی میں الظہور ہو جو باعث اپنے نہایت درج کے روشن ہونے کے دلوں پر اپنا تسلط کر لے۔ گویا سلطان کا لفظ تسلط سے لیا گیا ہے اور سلطان عربی زبان میں ہر ایک قسم کی دلیل کو نہیں کہتے بلکہ ایسی دلیل کو کہتے ہیں کہ جو اپنی قبولیت اور روشنی کی وجہ سے دلوں پر قبضہ کر لے۔ اور طبائع سلیمہ پر اس کا تسلط تمام ہو جائے۔ پس اس لحاظ سے کہ خواب میں عزیز جو سلطان کا لڑکا معلوم ہوا اس کی تعبیر ہوئی کہ ایسا نشان جو لوگوں کے دلوں پر تسلط کرنے والا ہو گا ظہور میں آئے گا اور اس نشان کے ظہور کا نتیجہ جس کو دوسرے لفظوں میں اس نشان کا بچپن کہہ سکتے ہیں دلوں میں میرا عزیز ہونا ہو گا جس کو خواب میں عزیز کے تمثیل سے ظاہر کیا گیا۔ پس خدا نے مجھے دکھلایا ہے کہ قریب ہے جو سلطان ظاہر ہو یعنی دلوں پر تسلط کر نیو لا نشان جس سے سلطان کا لفظ کا اشتقاق ہے اور اس کا لازمی نتیجہ جو اُسکے فرزند کی طرح ہے عزیز ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جس انسان سے وہ نشان ظاہر ہو جس کو سلطان کہتے ہیں جو دلوں پر ایسا تسلط اور قبضہ رکھتا ہے جیسا کہ ظاہری سلطان جس کو بادشاہ کہتے ہیں رعایا پر تسلط رکھتا ہے تو ضرور ہے کہ ایسے نشان کے ظہور سے اسکا اثر بھی ظاہر ہو۔ یعنی دلوں پر تسلط اس نشان کا ہو کر صاحب نشان لوگوں کی نظر میں عزیز بن جائے اور جب کہ عزیز بن نکا موجب اور علت سلطان ہی ہوا یعنی ایسی دلیل روشن جو دلوں پر تسلط کرتی ہے تو اس میں کیا شک ہے کہ عزیز ہونا سلطان کیلئے بطور فرزند کے ہوا۔ کیونکہ عزیز ہونے کا باعث سلطان ہی ہے جس نے دلوں پر تسلط کیا اور تسلط سے پھر یہ عزیز کی کیفیت پیدا ہوئی سو خدا تعالیٰ نے مجھ کو دکھلایا کہ ایسا ہی ہو گا۔ اور ایک نشان دلوں کو کپڑے والا اور دلوں پر قبضہ کرنے والا اور دلوں پر تسلط رکھنے والا ظاہر ہو گا جس کو سلطان کہتے ہیں۔ اور اس سلطان سے پیدا ہونے والا عزیز ہو گا یعنی عزیز ہونا سلطان کا لازمی نتیجہ ہو گا کیونکہ نتیجہ بھی عربی زبان میں بچک

کہتے ہیں۔“ (تذکرہ صفحہ ۲۸۳ بحوال مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۲۱۷ تا ۲۱۸)

خواب میں کا اپنا مخالف بیٹا سلطان احمد گھر میں موجود تھا اور عزیز احمد کے رنگ میں آپکا فرمانبردار پوتا بھی گھر میں موجود تھا۔ آپ کے یہ سطحی موتی آپکے گھر میں موجود تھے۔ لیکن آپ نے انکی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے خواب میں عزیز تو بلا تک و شہر آپکا روحانی فرزند غلام مسحی ازماں تھا جو کہ آپکی دعا کی قبولت کی بدولت عزت پانے والا تھا۔ اور اس کے باپ کے نام کے سر پر جو سلطان کا لفظ تھا۔ اس سلطان سے مراد وہ قطعی اور دشن دلیل (نیکی خدا ہے۔ ناقل) تھی جو اس کے دعویٰ کی سچائی کے ثبوت میں اللہ تعالیٰ نے اُسے بخشی تھی۔ اور اس عزیز یعنی غلام مسحی ازماں کے ظہور کیسا تھا خود مسحی ازماں کی تبلیغ پوشیدہ تھی۔

۲۹۰۶ء میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعود کو یہ بشارت عطا فرمائی تھی۔ ”نصر کم اللہ فی وقتِ عزیزٍ ط حکم اللہ الرحمن خلیفۃ اللہ السلطان۔ یوقی لہ الملک العظیم ط و تفتح علی یدہ الخزانیں ط ذالک فضل اللہ ط و فی اعینکم عجیب ط۔ خدا ایک عزیز وقت میں یا (ایک عزیز کے وقت میں) تمہاری مدد کریگا۔ خدائے رحمن کا حکم ہے۔ اس کے خلیفہ سلطان کیلئے۔ اُس کو ملک عظیم دیا جائے گا اور خزانیں اُسکے لیے کھولے جائیں گے۔ یہ خدا کا فضل ہے اور تمہاری آنکھوں میں عجیب ”، (روحانی خزانیں جلد ۲۲ صفحہ ۹۳)

حضورؒ نے نوٹ دے کر حاشیہ میں اس الہام کی تشریح فرمائی ہے۔ ”کسی آئندہ زمان کی نسبت یہ پیشگوئی ہے، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کشفی رنگ میں کنجیاں دی گئی تھیں مگر ان کنجیوں کا ظہور حضرت عمر فاروقؓ کے ذریعہ ہوا۔ خدا جب اپنے ہاتھ سے ایک قوم بناتا ہے تو پسند نہیں کرتا کہ ہمیشہ ان کو لوگ پاؤں کے نیچے کھلتے رہیں۔ آخر بعوض باشدہ ان کی جماعت میں داخل ہو جاتے ہیں اور اس طرح پروہظالموں کے ہاتھ سے نجات پاتے ہیں جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے ہوا۔“ (ایضاً حاشیہ) اب حضورؒ کے گھر میں سلطان اور عزیز دونوں موجود تھے لیکن اس الہام کی تشریح میں آپؑ نے قلعائی کا نام تک بھی نہیں لیا۔ دراصل اس الہام میں جو پیشگوئی بیان فرمائی گئی ہے اس کا تعلق بھی غلام مسیح الزماں سے ہی ہے۔ اور جس طرح فرمایا گیا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ حضورؒ ایک ملک عظیم بھی دے گا اور خوبی نے بھی آپ پر کھولے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ محترم خانصاحب:- باقی یہ آپ کا ختیال ہے کہ غلام مسیح الزماں سلطان احمد کی صلب میں سے کھڑا ہو گا۔ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام میں کوئی ایسا وعدہ نہیں فرمایا کہ وہ زکی غلام مسیح الزماں کو ضرور اپنے مہدی و مسیح موعودؑ کی صلب میں سے ہی پیدا کرے گا یا ضرور اسے اُسکی روحانی ذریت میں ہی پیدا کرے گا۔ بہر حال جب وہ آئے گا تو ”آفتاب آمد لیل آفتاب“ کے مطابق خود ہی پتہ چل جائے گا کہ وہ کون ہے اور اس نے کہاں پیدا ہونا تھا؟ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا تھا کہ اس نے کیا کرنا تھا اور کہاں اپنی رحمت کی نظر ڈالنی تھی؟ وہ اینے فیصلوں میں بوجھا نہیں حاصلتا۔

☆☆☆ مضمون کے صفحہ ۱۵ پر آپ لکھتے ہیں:۔۔۔ ”خدا نے اپنے الہام میں مصلح موعود کو کامیاب یعنی مظفر کہتے ہوئے اس پر سلام بھیجا ہے۔ اور بتایا ہے کہ عقل سے بہرہ ور کے جانے کے باوجود لوگ دماغ سے کام نہیں لیتے اور حقیقت سے اس طرح آنکھیں بند کیے بیٹھے ہیں گویا مردے ہوں۔ مظفر کی برکت سے وہ خواب غفلت سے بیدار ہو جائیں گے اور یوں اپنی قبروں سے باہر آ جائیں گے۔ یہ سب کچھ کلام الٰہی کی برکت سے ہو گا اور دین فطرت (اسلام) کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو گا۔ اس وقت حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ ہو لوت آئے گا۔ اور دنیا جو اب تک غلط نظر پر ہے ریقاً میم سے حق بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گی اور یوں باطل اپنی تمام خوبستیوں کی ساتھ بھاگ جائے گا۔“

محترم خانصاحب:- آپکے ان الفاظ میں دراصل پیشگوئی مصلح موعود کی اغرض و مقاصد پوشیدہ ہیں۔ خاکسار نے ان غرض و غایات پر اپنے ایک مضمون ”غلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود اور اس کا تجزیہ“ میں تفصیل اروشنی ڈالی ہے۔ یہاں مختصر اتنا عرض کرتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمدؑ کی دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور گویہ بشارت عطا فرمائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں غلام مسیح الزماں کو نشان رحمت کا نام دیا ہے۔ جب بھی اللہ تعالیٰ اہل دنیا کی اصلاح و ہدایت کیلئے کوئی بنہ مبouth فرماتا ہے تو وہ اہل زمین کیلئے نشان رحمت ہی ہوا کرتا ہے۔ اس الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے موعود کی غلام کو قدرت اور قربت کا نشان بھی قرار دیا ہے۔ اُسے فضل اور احسان کے نشان کے علاوہ فتح اور ظفر کی کمیکا خطاب بھی دیا گیا ہے۔ اس پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے غلام مسیح الزماں کی بہت ساری صفات اور علامات کا ذکر فرمایا ہے لیکن۔ اے مظفر! تجوہ پر سلام کے الفاظ اللہ تعالیٰ نے ملہم یعنی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کیلئے استعمال فرمائے ہیں۔ خان صاحب آپ نے بجا فرمایا ہے کہ اگرچہ انسان عقل کی نعمت سے مالا مال ہیں لیکن یا تو وہ اس نعمت سے فائدہ نہیں اٹھاتے یا پھر انہیں ایسے حالات میں جکڑ دیا گیا ہے کہ وہ بچارے غریب اپنے دماغ سے سوچنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ یوں انہیں زندہ ہوتے ہوئے زندہ درگور بنا دیا گیا ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ حقیقی اسلام کے نام پر کیا گیا ہے۔ موعود غلام مسیح الزماں انشاء اللہ تعالیٰ ان زندہ درگور لوگوں کے قبروں سے نکلنے کا باعث ضرور بنے گا اور ساتھ ہی مجرموں یعنی زندہ لوگوں کو زندہ درگور کرنے والوں کی راہ بھی ظاہر ہو جائے گی۔

دو گھنٹی صبر سے کام لو سا تھیو! آفت ٹلمت و جو ٹل جائے گی آہ مومن سے مکار کے طوفان کا، رُخ پیٹ جائیگا، رُت بدل جائیگی

☆☆ مضمون کے صفحہ ۷ اپر آپ لکھتے ہیں:- ”مصلح موعود غلطیوں اور گناہوں کو دور کرنے کیلئے آئے گا۔ اسکی عظمت شان سے اندازہ ہوتا ہے کہ لوگ ماڈہ پرستی اور پیر پرستی کی لعنتوں میں ایسے جکڑے گئے ہوں گے کہ انکی حالت اسیروں جیسی ہوگی۔ پھر رحمت خداوندی جوش میں آئے گی اور مسیح الزماں کا ذکر بیٹھا آکر ان اسیروں کو غیر مری زنجروں سے نجات دلا کر انکی رستگاری کا موجب ہوگا۔ ایسے اسیر جماعت میں بھی ہو سکتے ہیں اور کل عالم میں بھی۔“

محترم خانصاحب:- آپکے یہ الفاظ بالکل درست ہیں۔ مصلح موعود یقیناً اغلاط اور گناہوں کو دور کرنے کیلئے آئے گا۔ یاد رکھیں جرائم اور غلطیوں کی نشاندہی بھی آدمی اصلاح ہوا کرتی ہے۔ ایک صدی قبل حضرت مرزاغلام احمد بطور مہدی معہود و مسیح موعود میتوں کے خلاف ہوتے تھے۔ آپ کے لقول حضرت مہدی و مسیح موعود کی مخالفت بھی غیروں نے نہیں کی تھی بلکہ اپنے ہی نام نہاد مولویوں اور پیروں نے نہ صرف آپ کی مخالفت کی بلکہ عالم اسلام کو آپکے خلاف خوب بھڑکایا۔ آپ کے خلاف کفر کے فتاویٰ تیار کیے گئے۔ آپ کا اور آپ کی جماعت کا حقہ پانی بند کر کے اُسے دائرہ اسلام سے خارج کر دیا گیا۔ لیکن اسکے باوجود آپ نے اُمّت محمد یہ میں پیدا ہونے والی بعض غلطیوں کی عقل اور نقل کیسا تھا اصلاح فرمائی تھی۔ مثلاً حیات مسیح، ختم نبوت اور انقطاع وحی والہام وغیرہ۔ آپ نے نہ صرف ان غلطیوں کی اصلاح فرمائی بلکہ لوگوں کو سچے بھگوان کا درشن کرو کر انکے دلوں میں اسکی محبت بھی پیدا کی۔ مسلمانوں کو نام نہاد پیروں سے آزاد کرو اکر غلبہ اسلام کیلئے ایک صالح جماعت قائم کی۔ آپ اپنا مشن کمل فرمائے ۲۶ ربیعہ ۱۹۰۸ء کو اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ آپ کے بعد حضرت مولا نور الدین بطور خلیفۃ المسیح اول منتخب کیے گئے۔ آپ نے اپنے منحصر چھ سالہ دور خلافت میں دین اسلام کی خدمت کرتے ہوئے حضورؐ کے مشن کو آگے بڑھایا۔ اب سوال یہ ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعود کی تجدید و اصلاح میں وہ کوئی کی رہ گئی تھی یا وہ کوئی خرابیاں تھیں جو حضرت خلیفۃ المسیح اولؐ کے دور خلافت میں جماعت احمد یہ میں داخل ہو گئی تھیں کہ ان کی اصلاح کیلئے ۱۹۱۳ء کے فوراً بعد جب کہ اصحاب احمدی کی شیر تعداد نہ موجود تھی اللہ تعالیٰ کو ایک موعود مصلح کھڑا کرنا پڑا؟ حیرت تو یہ ہے کہ جو شخص کسی بھی لحاظ سے پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ ہی میں نہیں آتا تھا۔ وہ جس نے ایک یہود یانہ نظام کے ساتھ حضورؐ کی روحانی ذریت کو غلام بنا کر انہیں ان دیکھی زنجروں میں بھڑک لیا تھا۔ وہ جس نے حضورؐ کی جماعت کا قبلہ غلبہ اسلام سے غلبہ خاندان میں بدل دیا۔ وہ جو ۲۰ ربیعہ ۱۸۸۷ء کی الہامی پیشگوئی میں مذکور مصلح موعود کی وجہ بننے والا تھا۔ وہ نہ صرف خود مصلح موعود بن بیٹھا بلکہ انہی عقیدت میں جماعت احمد یہ بھی اُسے مصلح موعود سمجھ بیٹھی۔ یہی وہ گناہ ہے، جرم ہے اور گمراہی ہے جس سے حضورؐ کے موعود زکی غلام نے جماعت احمد یہ کو نکالنا ہے۔ انہیں نہ صرف منظہم پیر پرستی سے چھڑانا ہے بلکہ جھوٹی عقیدت کی غیر مری زنجروں کو توڑ کر انہیں رستگاری بھی دلانی ہے۔ یہی وہ گناہ تھے۔ یہی وہ گناہ تھے جن کی اصلاح کیلئے حضورؐ کو اللہ تعالیٰ نے بطور مصلح موعود ایک زکی غلام کی بشارت بخشی تھی۔ آج حضورؐ کے اس موعود زکی غلام کی مخالفت کوئی غیر نہیں کر رہا بلکہ حضورؐ اپنی صلبی اولاد اپنی منظم پیری مریدی کی دوکان بچانے کیلئے نہ صرف اسکی مخالفت کر رہی ہے بلکہ ہر قسم کا جدید اور گھبیا حرہ بھی استعمال کر رہی ہے۔ اور جماعت کے اندر نظام جماعت کے نام سے جو کڑا انتظامی نیٹ ورک کھڑا کیا گیا ہے اسکے مقاصد میں سے ایک بڑا مقصد اپنے تین اس آنیوالے کی راہ روکنا بھی ہے۔ کیونکہ جماعتی قیادت کے نزدیک اب اسکی حیثیت مغضوب ایک نق卜 زن کی سی ہے بلکہ خلیفہ رابع تو اسے باقاعدہ رقبہ بھی قرار دے چکے ہیں۔

☆☆ مضمون کے صفحہ ۷ اپر آپ لکھتے ہیں:- ”نیند میں خواب دیکھنا بر انہیں۔ ہر فرد جانتا ہے کہ وہ ہماری مرضی سے نہیں آتے۔ کچھ خواب اضفاث الاحلام کے زمرہ میں شمار ہوتے ہیں۔ تجربہ بتاتا ہے کہ بعض اوقات من پسند تعبیر درست نہیں ہوتی۔ پیشگوئی یا خواب کو ہمیشہ حقیقت پر حل نہ کرنا چاہیے۔“ اسی طرح صفحہ ۳ پر آپ لکھتے ہیں۔ ”جرمنی میں رہائش پذیر ایک احمدی نے خود کو مسیح موعود کا وہ بیٹا (غلام) قرار دیا ہے جس کا اس پیشگوئی میں ذکر ہے۔ انہوں نے اپنے ایک خواب کی تعبیریہ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ مسیح موعود کی نسل کیسا تھا اُنکا جسمانی تعلق قائم فرمائے گا۔ اس خواب کے دو ماہ بعد انہوں نے ایک کشفی نظارہ میں ایک تصویر دیکھی جسکے نیچے لکھا تھا۔ عطیہ الحبیب بنت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع۔“

محترم خانصاحب:- آپ نے یہ بھی کہا ہے کہ نیند میں خواب دیکھنا بر انہیں اور دوسرا یہ کہ خواب انسان کی مرضی سے نہیں آتے۔ مزید آپ نے یہ بھی کہا ہے کہ کچھ خواب اضفاث الاحلام کے زمرہ میں شمار ہوتے ہیں۔ لیکن آپ کو یہ کہنا چاہیے تھا کہ اگرچہ کچھ خواب اضفاث الاحلام کے زمرہ میں شمار ہوتے ہیں لیکن سارے خواب نہیں۔ یاد رہے کہ اسلام میں کچھ خواب اور اس کی تعبیر کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت ساری غیب کی باتیں روایا صاحب یا کچھ خوابوں کے ذریعے اپنے بندوں پر آشکار فرماتا ہے۔ خوابوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

”تین قسم کی خوابیں ہوتی ہیں۔ ایک نفسانی، ایک شیطانی اور ایک رحمانی۔ نفسانی جیسے ہی کوچھ زنجروں کے خواب۔ شیطانی وہ جس میں ڈروخت ہو۔ رحمانی خواب خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغام ہوتی ہے اور اس کا ثبوت صرف تجربہ ہے۔“ (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۲۸)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ سے ثابت ہو گیا کہ خوابوں کی تین اقسام ہوتی ہیں اور ہر خواب کو اضفاث الاحلام کے زمرہ میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ رحمانی خواب سے متعلق حضور علیہ السلام

مزید فرماتے ہیں۔

”رحمانی خواب اپنی شوکت اور برکت اور عظمت اور نورانیت سے خود معلوم ہو جاتی ہے۔ جو چیز پاک چشمہ سے نکلی ہے وہ پاکیزگی اور خوبصورتی پر اندر رکھتی ہے۔ سچی خوابیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہیں وہ ایک پیغام کی طرح ہوتی ہیں۔ جن کے ساتھ پریشان خیالات کو کوئی مجموعہ نہیں ہوتا اور اپنے اندر ایک اثر ڈالنے والی قوت رکھتی ہیں۔ اور دل ان کی طرف کھنپے جاتے ہیں۔ اور روح گواہی دیتی ہے کہ یہ میخانب اللہ ہے۔ کیونکہ اُسکی عظمت اور شوکت ایک فولادی میخ کی طرح دل کے اندر ڈھنس جاتی ہے۔“ (روحانی خزانہ جلد ۵ صفحہ ۳۵۲)

حضور علیہ السلام کے متذکرہ بالا ارشادات سے پتہ چلتا ہے کہ رحمانی خواب، نفسانی یا شیطانی خوابوں سے بکلی امتیاز رکھتی ہے۔ ایسی خوابوں سے دل کو ایک قسم کی طہانتیت اور سکینیت حاصل ہوتی ہے۔ سچی خواب کا دیکھنا ایک بہت بڑا فضل ہے اور یہ فضل بچپن سے ہی خاکسار کے شامل حال رہا ہے۔ بعض اوقات تو ایسا بھی ہوا ہے کہ رات کو خواب دیکھی

اور اگلے دن دوپہر سے پہلے ہی ہو بہظا ہری طور پر خواب پوری ہو گئی۔ اب نوجوانی کی دو خوابیں یہاں لکھتا ہوں۔ یہ دونوں خوابیں میں نے ۱۹۷۴ء یا ۱۹۷۵ء میں آگے پیچھے دیکھی ہیں۔ اس وقت خاکسار تینیس (۲۳) یا چویں (۲۴) سال کا تھا۔ پہلی خواب دیکھنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک منظوم دعا سکھلائی جو درج ذیل ہے۔

اے میرے اللہ اب تو میری پکار سن لے  
بخشش کا میں ہوں طالب، میرے غفار سن لے

میں گنہ گار بندہ در پہ ہوں تیرے آیا  
شرمندگی کے آنسو اپنے ہوں ساتھ لایا

گلیوں میں رو رہا ہوں، آنسو بہا رہا ہوں  
در در کی ٹھوکریں، اے ماںک میں کھارا ہا ہوں

تو پاک مجھ کو کر دے اور نیک بھی بنادے  
اسلام کی محبت، دل میں میرے بھادے  
ہر آن رکھوں دیں کو دنیا پہ میں مقدم  
اسلام کی فتح کا، ہو فکر مجھ کو ہر دم  
اسلام کی صداقت دنیا میں، میں پھیلاوں  
شعیع ہدایت، ہر گھر میں، میں جلاوں  
اسلام پر جیوں میں، اسلام پر، مردوں میں  
ہر قدرہ اپنے خون کا، اس کی نظر کروں میں

برائی سے بچوں، اور زبان پہ ہو صداقت  
تیرے چجن کا گل ہوں گل کی تو کر حفاظت

**پہلی خواب:-** ربوہ اور لا لیاں کے درمیان ایک ندی ہے جو اب خشک ہو چکی ہے۔ اُسکے دونوں کناروں پر تھوڑا تھوڑا سبزہ تھا۔ ”خواب میں اس ندی کے شمال مغربی کنارے پر میں اچانک اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے کھڑا پاتا ہوں۔ حضور علیہ السلام مجھ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔“ غفار نماز پڑھا کر دو اور میرے ساتھ دعا کرو۔“ میں نے حضور علیہ السلام کیسا تھا اپنے ہاتھ آسان کی طرف دعا کیلئے اٹھائے اور اس وقت میں اللہ تعالیٰ کے حضور متذکرہ بالامنیت دعا پڑھ رہا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی۔“ جب میں نے چند ماہ پہلے چند منٹوں میں یہ دعا سیئے اشعار لکھے تھے تو اس وقت مجھے پتہ نہیں تھا کہ یہ الہامی اشعار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالے ہیں۔ اب جب میں خواب میں حضور کیسا تھا ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کرتا ہوں تب بھی مجھے کوئی ایسا خیال نہ آیا کہ میں ان منظوم اشعار کو الہامی سمجھ لوں۔ اس وقت نہ اس خواب کی تحریر کا علم تھا اور نہ ہی اُسکی تعبیر جانے کیلئے کسی عالم کے پاس گیا۔ ہاں اتنا تلقین ضرور ہوا کہ یہ ایک بڑی مبارک خواب ہے وہیں۔ ایک انسان غیر شاعر ہو۔ اس نے زندگی میں کبھی شعر نہ کہا ہو۔ اچانک ایک شام اُسکے

دل میں مندرجہ بالا بنائے منظوم فقرے پیدا ہونے شروع ہو جائیں اور وہ انہیں لکھ لے۔ پھر چند دن کے بعد وہ مندرجہ بالا خواب دیکھئے اور متوجہ الزماں کے رُوبرو اور آپ کے ساتھ اور آپ ہی کے فرمان کے مطابق آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یہ منظوم دعا تیہ فقرات پڑھے۔ اور پھر ۱۹۸۳ء کے جلسہ سالانہ میں ایک خلیفہ اپنے منظوم کلام میں خواب کے اس مضمون کی تصدیق بھی کر دے۔ **محترم خانصاب !!! میرا آپ سے یہ سوال ہے کہ اس رنگ میں دکھائی گئی خواب کو آپ نفسانی یا اضغاث الاحلام کے زمرے میں کیسے شامل کر سکتے ہیں؟** اگر ایسی خواب بھی اضغاث الاحلام ہو سکتی ہے تو پھر کسی ولی یا نبی کی خواب کا بھی کیا اعتبار؟ کیا کوئی شخص ایسی مثال دے سکتا ہے کہ کسی انسان نے میری خواب کی طرح کوئی خواب دیکھی ہوا اور پھر بعد ازاں ایسی خواب نفسانی ثابت ہوئی ہو؟ **ایسی خواب کی صرف ایک مثال**۔ اس خواب کی تعبیر کب اور کس طرح معلوم ہوئی اس کا ذکر میں بعد میں کروں گا۔

**دوسری خواب:** ربہ سے ملحت موضع ڈا اور میں ہماری تھوڑی سی زرعی زمین ہے۔ زمین بالائی اور زیریں حصوں میں منقسم ہے۔ زمین کے بالائی حصہ پر میرے والد صاحب (مرحوم) کے زمانے میں ایک کچی جویلی تھی جس کے نقش میرے ذہن میں اچھی طرح یاد ہیں۔ رویا میں ”دیکھتا ہوں کہ میں اس جویلی کے پاس کھڑا ہوں۔ اچانک دیکھتا ہوں کہ کچھ فاصلے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہماری زیریں زمین میں سے گزر رہے ہیں۔ حضور علیہ السلام کو دیکھتے ہی میں آپ کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔ حضور علیہ السلام کے ہاتھ مبارک پکڑ کر اُنکا بوسہ لیتا ہوں اور آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ ”حضور آپ ہمارے گھر کے پاس سے گزر کر جا رہے ہیں۔ آپ ہمارے گھر آئیں اور ہمیں بھی اپنی خدمت کا شرف بخشیں۔ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”مجھے آگے کام ہے میں واپسی پر آپ کے گھر آؤں گا۔“ آپ علیہ السلام آگے تشریف لے جاتے ہیں اور میں واپس جویلی کی طرف آ جاتا ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد حضور علیہ السلام ہمارے گھر تشریف لے آئے۔ آپ نے ہم سب گھروالوں کو اکٹھا کیا اور ہمیں نماز پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ پھر حضور نے ازراہ شفقت فرمایا۔ ”غفار میرے ساتھ آ۔ آ جکل ہماری زمین پر گنے کا رس نکالتے ہیں تم بھی رس پینا۔“ میری خوشی کی انتہا تھی۔ میں نے ایک برتن لیا اور گھروالوں سے کہا کہ میں حضور علیہ السلام کیسا تھا آپ کی زمین پر جا رہا ہوں۔ وہاں پر رس پینوں گا اور کچھ رس لیکر بھی آؤں گا۔ پھر حضور علیہ السلام کے پیچھے پیچھے چل پڑتا ہوں۔ کافی چلنے کے بعد میں حضور علیہ السلام کے ساتھ آپ کی زمین میں داخل ہو جاتا ہوں۔ زمین اتنی پیاری تھی کہ بیان کرنے کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ رویا میں ہی خیال کرتا ہوں کہ ہماری زمین تو اتنی اچھی نہیں ہے۔ ہم بھی اپنی زمین فروخت کر کے حضور علیہ السلام کی زمین کیسا تھا ہی خرید لیں۔ خواہ تھوڑی ہی ملے۔ بیہیں پر ہوں کہ میری آنکھ کھل گئی۔“ یہ دوسری خواب دیکھ کر بھی خوشی ہوئی لیکن خاکسار اس خواب کی تعبیر سے بھی قطعی طور پر اعلام تھا۔ مزید یہ دونوں خوابیں ایک ایسے انسان نے دیکھیں تھیں جو نا تو کسی پیر کا بیٹا تھا اور نہ ہی کسی گدی نشین کا رشتہ دار۔ اس کی پروش غالباً ایک آن پڑھا اور غیر مذہبی ماحول میں ہوئی اور وہ مذہب کی الف بے بھی نہیں جانتا تھا۔ اسکی تفصیل میری کتاب اور میرے دیگر مضامین میں موجود ہے۔ خان صاحب آپ نے یہ جو لکھا ہے کہ ”اس خواب کے دو ماہ بعد انہوں نے ایک کشفی نظارہ میں ایک تصویر دیکھی جس کے نیچے لکھا تھا۔ عطیہ الجیب بنت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع۔“

خاکسار اسکی ذرا تصحیح کرنا چاہتا ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔ متنذکرہ بالا دونوں خوابیں دیکھنے کے بعد قریباً پانچ یا چھ سال تک میں ان کی تعبیر سے بے خبر رہا۔ خاکسار حصول علم کی دھن میں اسی طرح بے خبری کے عالم میں اپنی زندگی کا سفر طے کر رہا تھا کہ وسط دسمبر ۱۹۸۲ء میں ایک مبارک جمعہ کا دن میری زندگی میں آگیا۔ اس مبارک جمعہ کے دن ایک مبارک سجدہ میں اللہ تعالیٰ نے میری کا یا پلٹ دی۔ لگتا ہے کہ یہ ”کُنْ فَيَكُونُ“ کا مجرہ تھا۔ سجدہ سے اٹھنے کے بعد مجھ پر یہ راز کھلا کے پہلی خواب جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجھے اپنی دُعاء میں شامل فرماتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کی اس دُعا کی قبولیت کے نتیجہ میں عاجز پر یہ فضل اور احسان ہوا ہے کہ آپ کی موعود غلامی مجھے بخشی گئی ہے۔ ڈلک فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔ اس وقت بہت ساری باتیں اللہ تعالیٰ نے مجھے بتائیں اور میری راضی کی زندگی میرے آگے کھول کر رکھ دی۔ میں نے بچپن سے ہی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا پہنچہ ارادہ کیا ہوا تھا لیکن اس وقت میرے دل میں ڈالا گیا کہ اب میں مزید دنیاوی تعلیم حاصل کرنے کا خیال ترک کر دوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی پیروی کروں۔ مزید یہ بھی دل میں ڈالا گیا کہ اب تجھے علم کیلئے کسی جگہ جانے کی ضرورت نہیں۔ ہم تجھے اپنی جناب میں رجسٹر کرتے ہیں اور تجھے ہم خاص علم دیں گے اور اس میں تو ہمیشہ غالب رہے گا وغیرہ۔ اس وقت مجھے پہنچیں تھا کہ یہ علم کس قسم کا ہوگا؟ بعد میں جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی جناب سے علم بخشنا شروع کر دیا تو پہلے چلا کہ اللہ تعالیٰ نے جس علم کا وعدہ بخشنا تھا اس سے مراد غلام مسیح الزماں سے متعلق الہامی پیشگوئی کا علم تھا۔ تقریباً دو ہفتے بعد یعنی شروع جنوری ۱۹۸۴ء میں دوسری خواب کی تعبیر بھی مجھے بتائی گئی جو یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک نسل کیسا تھمیرا جسمانی تعلق قائم فرمائے گا۔ خواب کی تعبیر معلوم ہونے پر بھی میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس کی سبقت اور تحدید کی۔ پھر غالباً یہ مارچ ۱۹۸۴ء کا آخری عشرہ تھا کہ میں نے ایک کشفی نظارہ میں ایک تصویر دیکھی جس کے نیچے لکھا ہوا تھا۔ عطیہ الجیب بنت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع۔ اب یہ واضح ہو گیا

ہے کہ خواب دیکھنے کے دو ماہ بعد یہ کشفی نظارہ نہیں دیکھا گیا بلکہ خواب دیکھنے کے قریباً چھ سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس خواب کی تعبیر بتائی تھی اور پھر خواب کی تعبیر معلوم ہونے کے دو ماہ بعد یہ کشفی نظارہ دیکھا گیا۔ اسکی تفصیل میری کتاب ”غلام مسح الزماں“ کے مقدمہ میں موجود ہے۔

اب سوال ہے کہ یہ خواب میں تو ۱۹۷۴ء میں خاکسار نے دیکھی تھیں۔ خواب میں دیکھنے کے بعد مجھے انکی تعبیر کا کوئی علم نہیں تھا اور نہ ہی دوسرے لوگوں کی طرح میرے دل میں یہ اشتیاق پیدا ہوا کہ میں کسی عالم کے پاس جا کر انکی تعبیر جانے کی کوشش کروں۔ محترم خانصاحب۔ اگر میں نے اپنی ان خوابوں کی تعبیر اپنی پسند کے مطابق کرنی ہوتی تو میں خواب میں دیکھنے کے فوراً بعد ہی انکی کوئی تعبیر کر لیتا۔ جبکہ میں حلفیہ کہتا ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے بتانے سے پہلے ان خوابوں کی تعبیر کا کوئی علم نہیں ہوا۔ ثانیاً۔ اگر میں اپنی ان خوابوں کی من پسند تعبیر کرنا بھی چاہتا تب بھی میں اپنے تصور میں بھی ان تعبیروں تک نہیں پہنچ سکتا تھا جو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتائی ہیں۔ ثالثاً۔ یہ کشفی نظارہ عطیہ الجیب بنت حضرت خلیفۃ المسیح الارابع کے متعلق دیکھا تھا۔ تو یہ نظارہ بھی میں نے اسی طرح دیکھا تھا۔ اب جو میں نے دیکھا ہے اسی طرح بیان کر دیا ہے۔ اگرچہ خاکسار کو اپنی خواب اور اسکی تعبیر میں ذرہ برابر بھی شک نہیں لیکن پھر بھی یہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ بعض اوقات ایک خواب تو سچی ہوئی ہے لیکن اس کی تعبیر میں ایک نبی کو بھی اجتہادی غلطی لگ جاتی ہے۔ تو پھر کسی غیر نبی کی کیا حیثیت ہے؟ حضرت مہدی مسح موعودؑ اخضُرَت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ایک مبارک خواب کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”قال ابو موسی عن النبي صلی الله علیہ وسلم رئیت فی المنام اني أهاجر من مکة الی ارض بھا نخل فذهب وهل الی انها الیمامۃ او هجر اذا هی المدینۃ یثرب (بخاری جلد ثانی باب هجرت النبی صلعم واصحابہ المدینۃ) یعنی ابو موسی نے آنحضرت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف هجرت کی ہے جس میں کھجوروں کے درخت ہیں۔ پس میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ زمین یا مامہ یا زمین ہجر ہے مگر وہ مدینہ کلامی یعنی یثرب۔ اب دیکھو آنحضرت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے جن کی روایا وجی ہے اور جن کا اجتہاد سب اجتہادوں سے اسلم اور اقویٰ اور اصح ہے اپنی روایا کی تعبیر کی تھی کہ یہ مامہ یا ہجر کی طرف هجرت ہوگی۔ مگر وہ تعبیر صحیح نہ لگی۔“ (روحانی خزانہ جلد ۲۱ صفحات ۱۶۹-۱۷۰)

محترم خانصاحب: آنحضرت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی اس مبارک خواب سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک خواب تو سچی ہوتی ہے لیکن اسکی تعبیر میں بعض اوقات غلطی لگ جاتی ہے۔ یہ بھی عرض کرتا چلوں کے مجھے اب کسی دنیاوی عطیہ کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو عطیہ بخشا ہے وہ ہر لکاظ سے میرے لیے کافی ہے۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ نشان کے طور پر مجھے کوئی عطیہ بخشا چاہے تو وہ قادر ہے۔

☆☆☆ صفحات ۱۲ پر آپ لکھتے ہیں: --- ”پیشگوئی میں مسح موعود بیٹھ کی شناخت کے شمن میں یہ فرمایا گیا ہے کہ وہ تین کو چار کر نیوالا ہوگا۔ کلام آسمانی پر تدبیر کے نتیجے میں ہماری تفہیم کچھ یوں ہے کہ اس میں نہ تین کی اہمیت ہے نہ چار کی بلکہ وہ ایک اہم ہے جو تین کو چار کرے گا۔ ظاہر ہے کہ ماڈی وجود کی وجہ بجائے وہ ایسا کلام یعنی نظریہ ہو سکتا ہے جو تین کا وجود ختم کر دے گا۔ اس ایک کوڈھونڈنے سے پہلے ہمیں دیکھنا ہو گا کہ وہ تین کوں ہیں جن کے مثمن سے دنیا خوش ہو جائے گی اور مرلح کی طرح اسکے چاروں خط برابر ہو جائیں گے یعنی شرق و غرب اور شمال و جنوب سب برابر ہو جائیں گے۔ ظاہر ہے وہ ایک بہت بڑا بت ہے۔ تثیلیت کا بت۔ جو کہ ارض کے دین و مذہب سے دلچسپی رکھنے والے ہر فرد پر اسلئے حکمرانی کر رہا ہے کہ یہ مسح کی بن باپ پیدائش کو اس نے مان رکھا ہے۔ مصلح مسح موعود اس باطل نظریہ کا ایسا باطلان کرے گا کہ ہر کوئی اُسے مانے پر مجرور ہو گا۔ ظاہر یہ بات عجیب اور ناممکن نظر آتی ہے لیکن مذہب اور سائنس کی تاریخ گواہ ہے کہ جن رو میوں نے شدید آذیتیں دے کر مسح کو صلیب پر مارنا چاہتا۔ آج روم اور اکناف عالم میں انکی نسلیں مسح کے بت کے سامنے انتہائی عقیدت سے سرگوں ہوتی ہیں۔ جنہوں نے گلیلو اور کوپر نیکس کا مذاق اڑایا اور انہیں آذیت سے دو چار کیا نہ صرف انکی اولادیں بلکہ کہہ ارض کے تمام لوگ ان دونوں کے نظریات کو دل وجہ سے تسلیم کر کے ان گفت فائدے حاصل کر رہے ہیں۔“

محترم خانصاحب: خاکسار کی کتاب ”غلام مسح الزماں“ و حصول پر مشتمل ہے۔ حصہ اول تحقیقی حصہ ہے اور یہ ”الہامی پیشگوئی کے تجزیے“ پر مشتمل ہے۔ اس حصہ میں عقلی و نقلي دلائل کیسا تھی طور پر یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی مسح موعود کے تینوں صلی بیٹوں کو غلام مسح الزماں کی بشارت سے باہر کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کو اپنے الہام سے بتا دیا تھا کہ ان میں سے کوئی بھی غلام مسح الزماں کی الہامی پیشگوئی کا مصدقہ نہیں بنے گا۔ اسی حصہ میں آپ کے سوال کہ ”غلام مسح الزماں حضور کی صلب میں سے پیدا ہو گا“ کا جواب بھی موجود ہے۔ اس حصہ میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سے کوئی ایسا الہامی وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ وہ ضرور غلام مسح الزماں کو آپکی صلب میں ہی پیدا کرے گا۔

## فیصلہ کن ثبوت یا صورت

اس کتاب کا دوسرا حصہ یقیناً تخلیقی ہے اور یہ ”الہامی پیشگوئی کی حقیقت“ پر مشتمل ہے۔ یعنوان بڑا واضح ہے۔ اس سے مراد ہے کہ ۲۰۸۸ء کی الہامی پیشگوئی کی بعض مرکزی علامات اس حصہ میں موجود ہیں۔ بالفاظ دیگر ”نیکی خدا ہے“ کا الہامی نظریہ غلام مسح الزماں کی مرکزی علامات سے منضبط ہوا ہے۔ جس طرح حضرت مہدیؑ کے اہل بیت میں سے ہونے یا نہ ہونے کیلئے معین تواریخ میں خسوف و کسوف فرمائ کر اللہ تعالیٰ نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محض روحانی فرزند تھا بالکل ایسا ہی معاملہ اللہ تعالیٰ نے غلام مسح الزماں سے بھی فرمایا ہے۔ غلام مسح الزماں حضورؐ کی صلب سے ہو گا یا وہ محض آپ کا روحانی فرزند ہو گا اس کا فیصلہ کن ثبوت یا صورت یہ ہے کہ احباب جماعت تحقیق کر لیں کہ ۲۰۸۸ء کی الہامی پیشگوئی کی مرکزی علامات (خود ساختہ نہیں) اللہ تعالیٰ نے کس وجود میں پوری کی ہیں؟ کیا وہ وجود حضورؐ کی صلب سے تعلق رکھتا ہے یا کہ وہ آپ کا محض روحانی فرزند ہے؟ یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور کیا تم اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے کو قبول نہیں کرو گے؟ اب میں اختصار کے ساتھ الہامی پیشگوئی میں بیان فرمودہ چند مرکزی علامتوں کے متعلق عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

”وَسْخَتْ ذِيْنَ وَفَهِيمَ هُوْكَا اُور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا،“

جہاں تک ”سخت ذین و فہیم“ ہونے کا تعلق ہے تو اس ضمن میں کہا جاتا ہے کہ عام طور پر جہاں ایک معمولی ذہن رکھنے والے شخص کو کچھ نظریں آتا ہاں ایک غیر معمولی ذہن شخص کو عجیب و غریب اشارے مل جاتے ہیں گویا اسے الہام ہو جاتا ہے۔ آئزک نیوٹن (Isaac Newton) نے ایک سبب کو گرتے دیکھا۔ نیوٹن سے پہلے اور بعد میں بھی انسانوں نے یہ واقعہ بیشتر مرتبہ دیکھا ہو گا۔ لیکن نیوٹن کو اس معمولی واقعہ سے ایک ایسا اشارہ ملا جس سے اس نے کشش ثقل کا ایک بہت بڑا قانون (Law of Gravitational Force) دریافت کیا۔ اسی طرح چارلس ڈاروں (Charles Darwin) کو مختلف حیوانات کی مشابہت سے ایک اشارہ ملا جس سے اس نے نظریہ ارتقاء (Theory of Evolution) تکمیل دیا۔ ہر قاری کیلئے میری کتاب کا حصہ دوم خاص طور پر اس قسم کی ذہانت کے لیے آئینہ ہے۔ جہاں تک علوم ظاہری اور باطنی کا تعلق ہے تو یہاں علوم ظاہری سے مراد ہے کہ اُسے حقائق الایشیاء کا بدرجہ اتم علم دیا جائے گا۔ اور علوم باطنی سے مراد ہے کہ اُسے اس نور کا کامل عرفان بخشانے گا جو کہ صحیل کل ہے یا بالفاظ دیگر اُسے الہامی صفات ”ظاہر“ اور ”باطن“ کا خاص علم دے کر اُسے ظاہری و باطنی علوم سے پُر کیا جائے گا۔ علم کے سلسلہ میں حضرت مسح موعودؒ کو جو دعا عین الہام اسکا نیں لگیں تھیں ان میں یہ دعا بھی شامل ہیں۔

(۱) رَبِّ أَرْبَنِيْ حَقَائِقَ الْأَشْيَاءِ۔ (تذکرہ صفحہ ۶۱۳) اے میرے رب! مجھے اشیاء کے حقائق دکھلا۔

(۲) رَبِّ أَرْبَنِيْ آنَوْاَرَكَ الْكُلُّيَّةِ۔ (تذکرہ صفحہ ۵۳۲) اے میرے رب! مجھے اپنے وہ تمام انوار دکھلا جو محیط کل ہیں۔

یہ ضرور تھا کہ اللہ تعالیٰ ان الہامی دعاؤں کو غلام مسح الزماں کے حق میں بھی قبول فرماتا اور اُسے اپنی ذات کا کامل علم و عرفان بخشنا اور ایسا ہی اس نے اس عاجز کیسا تھک کیا ہے۔ اب

جس انسان کا ذین و فہیم ہونا اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جانا ثابت ہو جائے تو پھر ساتھ ہی مانا پڑے گا کہ وہ دل کا حلیم بھی ہے۔ ایک اور علامت یہ ہے کہ!

”اوْرَوْهُ تَيْنَ كَوْچَارَ كَرْنَ وَالاَهُوْكَا (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے)“

اس علامت کے ضمن میں عرض ہے کہ کسی انسان کا اپنے بھائیوں میں چوتھے نمبر پر پیدا ہو جانا کوئی فضیلت کی بات نہیں۔ ہماری جماعت میں اور باقی دنیا میں لاکھوں اور کروڑوں انسان ایسے ہونگے جو اپنے بھائیوں میں چوتھے نمبر پر پیدا ہوئے ہوں گے۔ خاکسار خود تین بھائیوں کے بعد چوتھے نمبر پر پیدا ہوا ہے اور اس میں میرے لیے کیا عجیب بات ہے؟ اصل میں اس علامت کا مطلب یہ ہے کہ دنیاۓ علم میں کسی تصور یا نظریہ کے سلسلہ میں علمائے سائنس کا تین پر اتفاق ہو گا اور وہ موعود غلام مسح الزماں اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اس تصور یا نظریہ کو تین کی بجائے چار میں بدل دے گا۔ اور اس طرح وہ دنیاۓ علم میں تین کو چار کرنے والا ہو گا۔ میری کتاب کے حصہ دوم میں آپ کو یہ علامت بخوبی نظر آجائے گی۔ پیشگوئی میں بیان فرمودہ ایک اور علامت یہ ہے کہ!

دو شنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند لعبد گرامی ارجمند۔ مَظَهِرُ الْأَوَّلِ

وَالآخِرِ۔ مَظَهِرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَمَّا نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ۔

میں سمجھتا ہوں دراصل الہامی پیشگوئی میں موعود غلام مسح الزماں کی یہی مرکزی علامت ہے۔ اس علامت سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اس موعود غلام کو اپنی صفات یعنی اول اور آخر، حق

اور اعلیٰ کا بطور خاص علم بخشنے گا اور اس طرح وہ ان الہی صفات کی ساتھ علماء کے سامنے ایسا فلسفہ یعنی علم و حکمت پیش کریگا جو کہ قدیم و جدید فلاسفہ کا منہ بنزد کر دیگا۔ دوسری خاص بات یہ کہ موعود زکی غلام ایک ”اعلیٰ انتہائی ہمہ گیر نظریہ“ کی شکل میں مذاہب کی بحث کو پیش کر دنیا کے علم میں لے آیا۔ اور یہی وہ **آسمانی حریب** ہے جس سے دین اسلام کا باقی ادیان پر غالبہ ممکن ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ جو شخص بھی تعصب سے خالی ہو کرتقونی کے ساتھ میری کتاب کا حصہ دوم (یعنی الہامی پیشگوئی کی حقیقت) کا بغور و فکر مطالع فرمائے گا تو یہ مرکزی علامت خاکسار میں پوری ہوتے دیکھ لے گا۔

محترم خاصاحب:- جب خاکسار یہ الہی نظریہ اللہ تعالیٰ کی راہنمائی میں لکھ رہا تھا تو جب مجھے بتایا گیا کہ ماڈی مظاہر کی حالتیں تین کی بجائے چار ہیں۔ تو میں سوچ میں پڑ گیا کہ مضمون تو اس وقت علم و عرفان کا شروع ہے۔ اس میں ماڈے کی حالتوں کا ذکر کیوں آگیا؟ بہر حال جس طرح اور جس رنگ میں مجھ پر اکٹاف ہوتا گیا میں اسی طرح لکھتا گیا۔ بعد ازاں پتہ چلا کہ یہ ”تین کو چار کرنا“ تو غلام مسح الزماں کی ایک علامت ہے۔ کیا اس ”الہی نظریہ“ یا ”اعلیٰ انتہائی ہمہ گیر نظریہ“ میں تسلیث کا بت ٹوٹ نہیں گیا؟ مجھے یہ بھی علم دیا گیا ہے کہ قیامت تک طبعیاتی اور ما بعد الطبعیاتی سائنس میں تحقیق ہوتی رہے گی۔ نئی نئی سچائیاں دریافت ہوتی جلی جائیں گی۔ نئے نظریات جنم لیں گے۔ لیکن ہر ماڈی اورغیر ماڈی نظریہ بالآخر اس الہی نظریہ ”نیکی خدا ہے“ میں خصم ہوتا چلا جائے گا۔ اسی لیے اس الہی نظریے کا ایک نام ”ام انظریات“ بھی مجھے بتایا گیا ہے۔ نظری طور پر اس الہی نظریہ سے آگے جانا ممکن نہیں۔ **مزید برآں مجرِ عقل کی ساتھ بھی اس الہی نظریہ تک پہنچا ممکن نہیں تھا۔** ہاں اگر اللہ تعالیٰ اپنے کسی برگزیدہ بنڈے کو یا جس کو وہ برگزیدہ کرنا چاہے اس کا بذریعہ الہام علم دینا چاہے تو وہ دے سکتا ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ یہی الہی نظریہ غلام مسح الزماں کا الہامی، علمی اور قطعی ثبوت ہے۔ کیا کوئی ہے جو میرے اس الہامی ثبوت کو جھٹلا سکے؟ اگر نہیں تو پھر درج ذیل شعر اپنی پوری شان شوکت کی ساتھ سچا ثابت ہو گیا اور اس سے بڑھ کر **کوئی انتہام جھٹ نہیں** ۔

### یہ دعا ہی کا تھا مجھہ کے عصا، ساحروں کے مقابل بنا اڑ دھا آج بھی دیکھنا مرد حق کی دعا، سحر کی ناگتوں کو نگل جائے گی

☆☆ مضمون کے آخری صفحہ پر آپ فرماتے ہیں۔۔۔ ”آپ کو اپنے خوابوں کی بدولت گہری نظر سے فلسفہ اور دینی کتب پڑھنے کی توفیق ملی۔ آپ نے سربراہ کے علاوہ عالمگیر جماعت احمدیہ کے ہر فرد سے درودمندانہ درخواست کی کہ وہ آپ کی راہنمائی کریں۔ یہاں تک لکھا کہ آپ گمراہی کی موت نہیں مرننا چاہتے۔ تلاش حق کیلئے آپ کی زاری کو مجب نے دیکھا اور سن پھر اس احتقر کے دل میں ڈالا کہ کلمہ حق آپ کو پہنچاؤ۔ آپ اسے عطا یہ الجیب سمجھ لیجھے۔“

محترم خاصاحب:- میں عرض کرتا ہوں کہ میں نے اپنی خوابوں کی بدولت فلسفہ اور دینی کتب کو گہری نظر سے نہیں پڑھا بلکہ یہ خوابیں اور فلسفہ اور دینی کتب کا پڑھا جانا اللہ تعالیٰ کے اس فضل اور احسان کی بدولت میرے لیے ممکن ہوا جو اس نے میری پیدائش سے بھی پہلے میری تقدیر میں لکھ دیا تھا۔ **ذلک فضلُ اللہِ یُؤتیہ مَنْ يَشَاءُ وَاللّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ**۔ آپ نے جماعت کے سربراہ کے علاوہ ہر فرد جماعت سے درودمندانہ درخواست کی تھی اور اب بھی کرتا ہوں کہ اگر میں آپ سب کی نظر میں کسی غلط فہمی میں مبتلا ہوں تو جماعت احمدیہ عالمگیر کا پیدائشی ممبر ہونے کے ناطے میرا یقین ہے اور آپ سب کا فرض تھا اور ہے کہ مجھے اس غلط فہمی سے نکلتے نہ کہ میرا اور میرے اہل و عیال کا آخر ارجح اور حقہ پانی بند کرتے۔ میں نے اس کاوش کیلئے بطور شکر یہ ایک کثیر انعامی رقم دینے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ میں نے یہاں تک لکھا ہے کہ ”خاکسار گمراہی کی موت نہیں مرننا چاہتا“، کوئی یہ نہ سمجھے کہ خاکسار اپنے آپ کو نعمود باللہ گمراہ سمجھتا ہے۔ **ہمارے آدم کے اس آخری زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ہدایت کیلئے اس عاجز کو چنان ہے۔ اور میں یقیناً آسمان سے ہدایت یافتہ ہوں**۔ میں نے یہ الفاظ اپنے آقا کی سنت میں لکھے ہیں۔ جیسا آپ نے فرمایا ہے کہ ”تم سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تزلیل اختیار کرو۔“ مجھے اپنی سچائی کا کامل یقین اور عرفان ہے۔ اسکے باوجود میرا یہ تزلیل اسی طرح ہے جس طرح میرے آقانے فرمایا تھا۔

لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگہ میں بار

کام جو کرتے ہیں تیری راہ میں پاتے ہیں جزا مجھے سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار

یہ سراسر فضل و احسان ہے کہ میں آیا پسند ورنہ درگہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار

یہ سب آپ کا تزلیل تھا حالانکہ اس آخری زمانے میں آپ سے بڑھ کر اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم کون تھا اور آپ سے بڑھ کر کس نے دین اسلام کی خاطر دکھاٹھائے تھے؟

## اختتامي گزارش

محترم محمد ہارون خان صاحب: آپ صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں: --- ”اگر آسمانی کلام سے متعلق کسی فرد جماعت کا نظریہ جماعت کے بنیادی عقائد سے متصادم نہ ہو تو اس کا حلقہ پانی بند کرنا ہماری سمجھ سے باہر ہے اب تو عام ذہنی سطح کا انسان بھی جان چکا ہے کہ عقلی اختلاف امت کے لیے باعث رحمت ہوتا ہے۔ افکارتازہ سے ہی نے جہان کی نمود ہوا کرتی ہے۔ انہی سے ترقی کی نئی راہیں کھلتی ہیں اگر سوچ پر پھرے۔ بخدا یئے جائیں تو امت کی زندگی جامد ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی احمدی احترام سے مسح موعود کا نام لے کر خود کو اس پیشگوئی کا مصدق اکھتا ہے تو ہمیں اُس کے دلائل کو سن کر اسے قائل کرنا پڑے گا۔ یا قائل ہونا ہوگا۔“

آپ کے یہ الفاظ انہائی سچ اور کھرے ہیں۔ اگر افراد جماعت اور رہب بصیرت و اختیار ان سنبھلی الفاظ پر عمل کریں تو ہر جگہ اعلیٰ حکم سے یہ لکھتا ہے کہ ہمارے جماعتی سیٹ آپ میں نئی سوچ اور نئی فکر پر سخت قدغنا ہے۔ جن لوگوں نے حضرت مهدی و مسیح موعودؑ کو قبول فرمایا ان کو کیا معلوم تھا کہ انکی سوچوں پر جبر کے تالے لگا دیئے جائیں گے اور وہ جسمانی طور پر آزاد ہوتے ہوئے بھی ذہنی طور پر اسیں بنالیے جائیں گے؟ ہمارے نظام جماعت کا یہ طرز عمل اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ اور اسکے مددی کی تعلیم کی عین ضد ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو دین لائے تھے یعنی اسلام اور آپ کی نیابت میں حضرت مهدیؑ نے جس جماعت کی داغ بیل ڈالی اُسکا مقصد اسلام کے غلبے کے علاوہ یہ نوع انسان کو ان جسمانی اور ذہنی غلامیوں سے رہائی دلانا تھا۔ لیکن ہمارے ہاں تو اسکے بالکل عکس ہوا۔ پیدائشی آزاد انسانوں کو مذہب کی آڑ میں ذہنی غلامی کے شکنջوں میں جکڑ دیا گیا۔ اگر اس سسٹم میں کوئی شخص نئی سوچ یا نئی فکر کا اظہار کرے تو جھٹ یہ کہہ کر اُسکا منہ بند کر دیا جاتا ہے کہ یہ شخص فتنہ پھیلارہا ہے اور اُسکی خوب تشبیہ کی جاتی ہے۔ ایسے شخص کیستھا اُسکے ماں باپ اور اُسکے بھائیوں کا تعلق تک منقطع کروادیا جاتا ہے۔ اگر اُسکے باوجود بھی وہ شخص آزادی ضمیر کا مطالبہ کرے تو اُس کو جماعت سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ اور یہ وہی پرانا حرہ ہے جس کا استعمال عہد تاریک (چوتھی صدی عیسوی سے چودھویں صدی عیسوی تک) کے عیسائی پوپوں نے اپنے ماننے والوں پر کیا۔ ایکیوسی صدی یعنی دور جدید میں معصوم احمدیوں پر اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم ہو سکتا ہے؟ **لیقین کریں!!!! عیسائی پوپوں کے ایسے گھٹیا ہتھکنڈوں کی دین مصطفیٰ ﷺ میں کوئی سمجھنا نہیں**۔ مسجد میں منبر کی جگہ پر کھڑے ہو کر دنیا سے آزادی ضمیر اور اُسکے اظہار کا حق مانگنے والے حضورؐ کی روحانی ذریت کو سوال کا حق دینے کیلئے بھی تیار نہیں (خطبہ جمعہ ۵ دسمبر ۱۹۸۶) کہتے ہیں کہ سوال نہیں بلکہ صرف اطاعت۔ اب سوال یہ ہے کہ انسان جھوٹ کی اطاعت کس طرح کرے؟ مومن کا معیار بھی دوہر انہیں ہوتا۔ وہ جو اپنے لیے پسند کرتا ہے دوسروں کیلئے بھی وہی پسند کرتا ہے۔ خاکسار نے افراد جماعت اور جماعتی رہب انتخیار کے آگے تین صد سوالات کی، بجائے صرف تین سوالات رکھے ہیں۔ یہ سوال انہائی سادہ اور عام فہم ہیں۔ انہیں سمجھنے کیلئے نہ کسی صرف دخوکی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی تفسیر کی بھر کی۔ یہ سوالات اولاً صرف دو تھیں اب محترم خان صاحب کے مضمون کے بعد تین ہو گئے ہیں۔ جو کہ درج ذیل ہیں۔

**پہلا سوال:** خلیفہ ثانی کا مصلح موعود ہونا تو درکنار وہ تو قرآن مجید اور حضرت مہدی و مسیح موعود کے الہامات کی روشنی میں پیشگوئی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کے دائرہ بشارت ہی میں نہیں آتے؟

**دوسرے سوال:** قرآن مجید اور حضور کے الہامات کی روشنی میں غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کیلئے حضور کی صلب میں سے پیدا ہونے کی کوئی شرط نہیں ہے؟

**تیسرا سوال:-** خاکسار نے اپنے دعویٰ غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کے ثبوت میں جواہامی علمی اور قطعی ثبوت پیش کیا ہے۔ اس ثبوت کو کوئی انسان بھی جھٹلنا نہیں سکتا؟

تاریخ احمدیت میں اب تک بشمول خلیفہ ثانی کئی لوگوں نے معمود مصلح ہونے کے دعاویٰ کیے ہیں۔ کیا کسی مدی نے مجھ سے پہلے ڈنکے کی چوٹ پر میری طرح قطعی ثبوت کیا تھے دعویٰ بھی کیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اگر میں (نحوذ باللہ) جھوٹا تھا تو بذریعہ دلائل مجھ جھوٹے کا خبط نکالنا علمائے جماعت کیلئے کیا مشکل تھا؟ مگر یہ کیا بات ہے کہ صادقین مجھ جھوٹے کے آگے آگے اور یہ جھوٹا نکلے پچھے پچھے؟ کیا یہ عجیب بات نہیں!!؟ ذہین اور صحت مند علماء آگے آگے اور ایک (نحوذ باللہ) فاتر العقل اُنکے پچھے پچھے؟ کیا یہ عجیب تماشا نہیں!!؟ میں محترم خان صاحب اور افراد جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ سب اپنے امام اور علمائے جماعت کو میرے مقابلہ پر مجبور کر کے کھڑا کریں۔ ان سے کہیں کہ یہ میرے متذکرہ بالا سوالات کو دلیل کیا تھے جھٹلا کر دکھائیں۔ اگر ہو سکے تو یہ بحث بھی ایم۔ٹی۔ اے پر لائف نشر ہونی چاہیے تاکہ افراد جماعت دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوتا ہو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ مغلوب ہونے کی صورت میں خاکسار حسب وعدہ انعامی رقم فوراً ادا کر دے گا۔ میں اس کیلئے ہر قسم کی بیشگی ضمانت دینے کیلئے بھی تیار ہوں۔ خاکسار افراد جماعت کو یقین دلاتا ہے کہ یہ قبضہ گروپ کبھی بھی میرے مقابلہ پر نہیں آئے گا۔ کیونکہ یہ اپنے جھوٹ کو مخوبی جانتے ہیں۔ میری افراد جماعت سے درخواست ہے کہ آپ سب دو میں سے ایک کام ضرور کریں۔ یا تو اس قبضہ گروپ کو میرے مقابلہ کیلئے مجبور کرو اور اگر یہ میرے مقابلہ کے لیے تیار نہیں ہوتے تو تم اس قبضہ گروپ سے ہر قسم کا تعاون ختم کر دو۔

کیونکہ یہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے جانشین نہیں بلکہ جھوٹ کے جانشین ہیں۔ نظام والے افراد جماعت کو اخراج اور منے کے بعد تمہاری تدفین کون کرے گا کی دھمکیاں دیتے ہیں؟ خاکسار افراد جماعت کو لیکن دلاتا ہے کہ یہ صرف انکی دھمکیاں ہیں۔ اگر کسی جماعت میں دس افراد نے بھی مل کر انہیں میرے مقابلہ کیلئے مجبور کیا تو یہ انکو جماعت سے کبھی نہیں بکال سکتے بلکہ یہ انکی منت سماجت کریں گے۔ اگر کسی احمدی کو یہ فکر ہو کہ میرے منے کے بعد میری تدفین کون کرے گا؟ تو میں عرض کرتا ہوں کہ آج تک کسی انسان کی لاش ضائع نہیں ہوئی اور نہ ہی اللہ تعالیٰ بچائی اور حق کی خاطر اڑنے والوں کی لاشوں کو پسالع کیا کرتا ہے۔ ایسی کسی ناگہانی صورت حال میں خاکسار سے بھی رابط کیا جاسکتا ہے اور ایسے شہداء کی مدد کرنا میرے پرفرض ہے ۔ ہم اپنا فرض دوستواب کر چکے ادا ۔ اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا

آخر میں ایک بار پھر میں محترم محمد ہارون خان صاحب کا شکر یہ ادا کرتا ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ آپ کے اندر سچائی اور خدا کا خوف موجود ہے۔ تبھی آپ نے حق کو پر کھن کیلئے ایک سچے اور عادلانہ طریق کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ متqi اور سچے لوگوں کو ضائع نہیں کیا کرتا۔ آپ نے میرا تحقیق در محسوس کیا اور پھر مجھے سمجھانے کیلئے اپنے فہم کے مطابق ایک مضمون بنوں ”**غلام مسح از ماں؟**“ کلم حق سمجھ کر میری طرف روانہ کیا۔ میں آپ کی اس در دمداد نہ کوشش کی قدر کرتا ہوں اور اس کیلئے یہ دل سے آپ کا ممنون بھی ہوں۔ ربوہ کی مخصوص جر و تعدی کی فضائے اور ماحول میں آپ کی قابل قدر علمی کاوش کو اگر میں باز کا پہلا قطرہ کہوں تو بے جانہ ہوگا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کا وہاں بھی اور جہاں کہیں بھی آپ رہیں ہر جگہ حافظ و ناصر ہو۔ ربوہ میں بیٹھ کر ایسی جرأت رندانہ کا مظاہرہ ہر کسی کے بس کاروگ نہیں۔ میرے نزد یہک آپ کے مضمون کا دل و ظہی خلاصہ یہ ہے کہ ”**غلام مسح از ماں** حضرت مهدی و مسح موعودؑ کی صلب سے پیدا ہوگا۔“ آپ کے اس خیال کی نتو قرآن مجید تصدیق فرماتا ہے اور نہ ہی حضور کے الہامی کلام سے اس کی سند ملتی ہے۔ آپ کے مضمون پر تبصرہ کرتے وقت میں نے ہربات دلیل کے ساتھ پیش کی ہے۔ اگر آپ یا کوئی اور مہربان احمدی میرے مدل موقف کو بذریعہ دلیل جھٹلا کر میری راہنمائی کرنا چاہے تو ایسی راہنمائی کو عطیۃ الحبیب سمجھ کر مجھے قبول کرنے میں کوئی ہمکجا ہست نہیں ہوگی۔

وَالسَّلَامُ

عبدالغفار حنفي

۱۲ اگست ۲۰۰۴ء، کیل جمنی

A horizontal row of eight five-pointed stars, each outlined in black, used as a decorative element.